



شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ بمطابق جولائی ۲۰۱۱ء



درس قرآن

کلیدِ کھنکریا و جود
کاف سر ہوتا

حضرت علامہ مولانا عبد الرحیم شیعہ قادری مدنی

درس حدیث

ہر بھلائی ہر نبی صدق ہے

مولانا خالہ حق قادری اشرفی

اداریہ

سچہ گزراں

دارالافتاء

سلاطینِ مصطفیٰ
درِ مملکتِ کبریا

حکیم الامت حضرت علامہ لانا مفتی احمد یار خان نعیمی

مقامِ مصطفیٰ

حضرت علامہ مفتی محمد امین دامت برکاتہم

برہان در ردّ قرن الشیطان

مولانا شہزاد احمد چغری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

علم و تحقیق کا شاہکار شاندار مجلہ

تحفظ مقام مصطفیٰ کا قیاس
اور
نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کا علمدار

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ وَعَالِ الْاٰلِ وَآصَحَابِکَ سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

ماہنامہ
گجرات
پاکستان
اِہْلَسُنْتُ
INTERNATIONAL

شعبان المعظم 1432ھ بمطابق جولائی 2011ء

بفیضانِ نظر شیخ اشباح حضورِ اچھ سپیدِ سلم قادری رحمۃ اللہ علیہ سرپرست اعلیٰ شیخ الطیوب کولہ قادیانی مفتی محارشف القادیانی محنت بی کلامی

مشاورت

منشی محمد معروف بھٹائی
صاحبزادہ محمد عبداللہ عجلانی
علامہ محمد عبدالرحمن قاسمی
ملک محمد محبوب قادری

معاونین

علامہ محمد فضل عینی قادری
علامہ خالد محمود قادری
علامہ اصغر علی قادری
علامہ محمد اعظم قادری اشرفی

قادری نشر

چوہدری غلام رسول ایڈووکیٹ

چیف ایڈیٹر

محمد مسعود قادری

ایڈیٹر

محمد بسیم اعظمی

0333-8403147
0313.9292373

E mail

azmi@qadriaashrafia.com

معاونین

پروفیسر محمد زید الحق بھٹی

کیلیگرافی

محمد خالد قادری اشرفی

E mail

khalid@qadriaashrafia.com

عرب المذاہب

100 درہم سالانہ

U.K

20 پائونڈ سالانہ

U.S.A

40 ڈالر سالانہ

قیمت فی شمارہ

20 روپے

زر سالانہ

240 روپے

پبلشر محمد مسعود قادری (پرنٹر) سلیمان تیمور (طبع و اشاعت) دارالافتاء الداعیۃ الاسلامیہ علیٰ مہاجر کربلا گجرات

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر ماہنامہ "اِہْلَسُنْتُ" الداعیۃ الاسلامیہ علیٰ مہاجر کربلا گجرات

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔



صفحہ: 9

درس قرآن

کلمہ پڑھ کر باوجود
کافر ہونا

حکیم الامت مولانا الطیر رشید قادری مدنی

صفحہ: 4

اداریہ

لمحہ گزراں

صفحہ: 3

حمد و نعت

محمد عبدالقیوم سلطانی پوری

صفحہ: 24

مقامِ مصطفیٰ

حکیم علامہ مفتی محمد امین دامت برکاتہم

صفحہ: 20

دارالافتاء

سلطنتِ مصطفیٰ
در ملکِ کبریا

حکیم الامت حضرت علامہ (نام لکھی) محمد یارینا نجفی

صفحہ: 16

درس حدیث

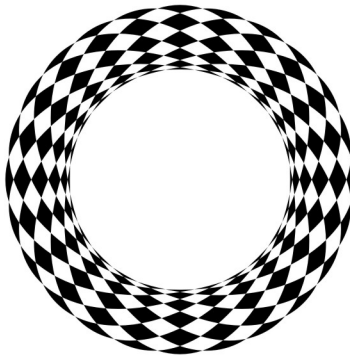
بہر بھلائی ہر نبی صدق ہے

مولانا محمد قادری

صفحہ: 40

تبصرہ کتب

تبصرہ نگار محمد منیر الحق کتبی



صفحہ: 27

برہانِ در
ردِ قرنِ الشیطان

مولانا شہزاد احمد چٹری

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر ماسکماہ "اِہلسنت" الجامعۃ الاشرفیہ علیٰ مسجدِ کرمی گجرات

حمد و نعت

جو نظر آئی رسول دوسرا کی مرضی
حق تعالیٰ کی بھی آخر وہی ٹھہری مرضی

اُن کے مقام، اُن کی حقیقت کو پاسکے
ممکن نہیں، ہزار کرے کوششیں خرد

اُن کے وسیلہ سے جو نہ کی جائے گی دُعا
ہوگی وہ بارگاہِ خدا میں ہمیشہ رُڈ

ہو کر وہ کلمہ گو، کرے توبینِ مصطفیٰ
اس سے زیادہ اور نہیں کوئی کام بد

جو بات آپ نے کہی، ہر عہد میں ہے خوب
فرمانِ مصطفیٰ ہے بہ ہر دور مستند

دُنیا میں بھی نواز رہے ہیں علی الدوام
اُمت کی حشر میں بھی وہ فرمائیں گے مدد

طارق ہے طالبِ کرم خاصِ مصطفیٰ
اس جیسا کل جہان میں کوئی نہیں ہے بد

وہی مولا کی مشیت وہی آقا کی رضا
ہستیاں دو ہیں مگر دونوں کی ساجھی مرضی

خالق نور نے فیضانِ اُسے چکایا
جس نے سرکارِ پُر انوار کی مانی مرضی

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

لحمہ گزراں

قال اللہ تبارک و تعالیٰ:

”ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم ط واذا اراد اللہ بقوم سوء فلا مرد له ۚ وما لهم من دونه من وال -“
 ”بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں اور جب کسی قوم سے برائی چاہے تو وہ پھر نہیں
 سکتی اور اسکے سوا ان کا کوئی حمایتی نہیں۔“ (الرعد: ۱۱)
 مولانا روم فرماتے ہیں:

چوں	خدا	خواہد	کہ	پردہ	کس	درد
میلش	اندر	طعنہ		پاکاں		برد
در	خدا	خواہد	کہ	پوشد	عیب	کس
کم	زندہ	در عیب		معیوباں		نفس
چوں	خدا	خواہد	کہ	ماں	یاری	کند
میل	مارا	جانپ		زاری		کند
اے	خنک	چشمے	کہ	او	گریان	اوست
وے	ہمایوں	دل	کہ	او	بریان	اوست

آج ہم اپنی انفرادی و اجتماعی، سیاسی و معاشرتی، مسلکی و روحانی، مذہبی و ثقافتی زندگی کے لیل و نہار پر نظر کریں اور اس کا تجزیہ اور پھر اسکے ماحصل پر غور کریں تو کیا ہم وہی قرونِ اولیٰ کے مسلمان ہیں؟..... ہمیں ان اصحابِ رسول سے کوئی نسبت ہے؟ ہماری دھرتی اور ان کی سرزمین میں کوئی تعلق۔ ہماری پست خیالی، پست فکری، اور دوں ہمتی اور انکے اعلیٰ و پاکیزہ افکارِ عظیم خیالات اور علو ہمتی میں کوئی تناسب..... کیا ہم ان افراد سے ہیں جن پر اللہ رب العزت نے یہ کہرا حسان فرمایا.....

”لقد امن اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم آیۃ ویزکیہم ویعلمہم الکتب والحکمۃ ط وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین۔“

حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو ان کی چشم کرم نے جس قلب پر نگاہ فرمائی وہ باطل کی دوئی سے پاک اور علوم لدنی کا ذخیرہ بن گیا۔

آیات الہیہ کا زندہ و روشن مینار بن گیا۔ اس لئے انور ﷺ نے فرمایا..... میرے رفقا ستاروں کے مانند ہیں جس کی چاہے بیعت و اطاعت کرو ہدایت پاؤ گے..... صحابہ کرام رَضَوُا اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ نے اللہ کے فرمان..... ”اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول“ کا نمونہ پیش کر کے دکھا دیا اور جو ہم علوم حضور نبی کریم ﷺ سے علوم اخذ فرمائے۔ ان کا نشر و انشراح کا اہتمام فرمایا۔ جو، ان کی صحبت میں رہے ان کی نورانیت سے فیضاب رہے وہ تابعین کہلائے..... اور اسی طرح تبع تابعین کا طبقہ وجود میں آیا اور یہ علوم آگے منتقل ہوتے رہے، علم الہی اور علم نبوی..... شرعی علوم..... جو حضور ﷺ کہ ”وما یطق عن الہوی“..... کی زبان مبارک اور اعمال مبارک سے تخلیق پا کر سامنے آتے رہے ان میں نمونہ پیری کا سلسلہ پھیلتا رہا، تابعین کے عہد مبارک ہی سے ان افراد نے بھی منظر عام پر آنا شروع کر دیا جو مختلف اہلیسی افکار کے زیر اثر نئی بدعات کی اختراعات میں مشغول ہوئے اور اس کے دیکھا دیکھی علمی فروغ و وسعت میں توسعی بار آور ہوئیں مگر ایمان و ایقان کی پختگی میں اضمحلال بھی در آیا..... جب ایمان و عقائد کی دیواریں کمزور ہونے لگیں تو معاشرتی استحکام اور سیاسی انضباط بھی جاتا رہا اور ایسے ایسے فتنے معرض وجود میں آئے کہ جن کے اظہار و ابلاغ سے ہی خوف آنے لگا ایک وہ مسلمان تھے کہ حضور نبی کریم رَضَوُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ درجیم معراج شریف سے واپس تشریف لائے اور سیر معراج کے واقعات بیان فرمائے تو کفار نے یقین نہ کرتے ہوئے سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا کہ آپ کے نبی (ﷺ) اس طرح کلام فرما رہے ہیں تو سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے بلا تا مل جواب دیا کہ حضور سچ فرما رہے ہیں، اور آج ہم نہ علمی طور پر نہ ایمانی طور پر یقین رکھتے ہیں آج ہم اس بحث میں ہیں کہ معراج، خواب تھا، تصور تھا، جسمانی تھا، روحانی تھا، حقیقی تھا، مجازی تھا، تھا بھی یا نہیں..... حالانکہ احادیث مبارکہ نے تو سب کچھ واضح کر رکھا ہے..... جب ہمیں اعتماد حاصل نہیں تو غیروں کی تو بات ہی الگ ہے..... معراج شریف سے متعلق جو ادب تخلیق پذیر ہوا اسے بزم خود محققین..... جو صرف اپنے غلط قسم کے عقائد کی تشریحات کے لئے ہی ادب و تخلیق کے میدان میں اترتے ہیں اور نعت میں بھی ہمیشہ ایسی نعت کو تصور کرتے ہیں جس کے اشعار سے کسی بھی کمال کا اظہار نہ ہوتا ہو..... قصے کہانیوں سے بتا کر آگے گزر جاتے ہیں۔

ہمارے معاشرے، ہمارے سیاسی و ملی نظریات سے جب محبت رسول محبت صحابہ و آل رسول ﷺ کا عنصر آہستہ آہستہ مدھم ہونے لگا تو مزاجوں میں ایک وحشت ایک گھبراہٹ سے اترنے لگی۔ وہ بنیان مرسوس جس پر یہ قصر استادہ و استوار تھا ڈھنسنے لگی وہ عظیم الشان عمارت بھی لڑکھڑانے لگی۔ اور تاریخ بتاتی ہے کہ ہزاروں حوادث رونما ہو چکے ہیں..... اور اگر آج تک یہ عمارت برپا ہے تو یہ بھی اس کریم کی مہربانی ہے..... اور جب یہ محبت اپنے پورے نظم کے ساتھ فروغ پاتی ہے تو پھر.....

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی

اور یہ سب علم و عدل کی مہربانی ہی کی بدولت ظہور میں آتا ہے۔ علم، عمل کے بغیر کچھ نہیں محض خاکہ..... آج تو علم محض معلومات کا نام ہے، جس قدر آپ کی رسائی معلوماتی مراکز تک ہے آپ خود کو بڑا عالم ثابت کرتے پھرتے ہیں۔ اور معلومات کا انبار ان مراکز کے ہاتھوں میں ہے جو یقیناً اس کے منفی اور تخریبی ثمرات سے آگاہ بھی ہیں اور وہ فوائد حاصل بھی کر رہے ہیں اور زمانے کو تباہی و بربادی سے ہم کنار بھی کر رہے ہیں، اس لئے کہ علم مثبت مساعی کا نام ہے وہ علم جو انبیاء، اولیاء اللہ کا علم ہے..... ورنہ علم دودھاری تلوار ہے۔

مولانا فرماتے ہیں:

علم را برتن زنی مارے بود
علم را برجان زنی یارے بود

اگر علم اپنے مثبت عمل پر گامزن ہے تو معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ ہوگا اس لئے کہ وہ معاشرہ میں عدل و انصاف کو نافذ کرے گا۔ ہر کام میرٹ پر، اس کی صلاحیت اور دیانت کے مطابق انعقاد پذیر ہوگا..... اور جب ہر کام عدالت پر منعقد ہوگا تو غیر ضروری تعصبات اور عناد جنم نہیں لیں گے اور معاشرہ وحشت و دہشت سے محفوظ رہے گا..... آج ہمارے ملک میں جوانا کی پھیلی ہوئی ہے وہ صرف اسی لئے ہے کہ کوئی مقام بھی میرٹ سے حاصل نہیں..... ہر شخص اپنے زور و زور اور فریب و زور کی بدولت حاصل کیونٹے پر تلا ہے۔ سیاسی گروپ ہوں یا انتظامی مشینری سبھی عوام کو اور عوام جن کے اختیار میں سوائے بے بسی کے کچھ نہیں..... زندہ درگور کرنے پر اترے ہوئے..... غریب اور لاچار انسان کی روح حلق میں اٹکی ہوئی ہے..... اور یہ ظالم اشرافیہ اس پر بھی بس نہیں کرتی۔ اس کے ساتھ امر اکو دیکھ کر بے محنت و مشقت سب کچھ پالنے کی مریضانہ خواہش نے قوم کے نژاد کو نکما بنا دیا ہے..... امتحانی نظام ہو یا تعلیمی و تدریسی، ہر طرف زوال علم و ہنر واضح طور پر محسوس ہوتا ہے جہاں استاد پیسے بنانے میں لگے ہوں تو قوم کیا کرے گی وہ طلبہ کیا کریں جو ان اساتذہ کے شاگرد اور نقل و حمل کے تمام اسباب اپنا کر کامیاب ہوئے ہوں..... ایسے ڈاکٹر اور انجینئر تو احساس لطف و محبت سے کیسے عاری نہ ہوں جب استاد بن جائیں گے تو اپنے اداروں کے بجائے اپنے قائم کردہ سکول اور کالج چلائیں گے فرائض منصبی کی طرف کب توجہ دیں گے؟

لیڈر بنیں تو قوم کا سرمایہ لوٹ کھائیں وہ ہمیشہ اپنوں کو ماریں اور غیروں سے لپٹیں۔ معاشرہ عدل و انصاف کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا اور یوں معاشرتی تباہی پھیلتی چلی جائے گی..... اور.....

کسی قوم کا جب التما ہے دفتر
تو ہوتے ہیں مسخ ان میں پہلے تو نگر

اور

عمل ان سے ہوا رخصت عقیدوں میں خلل آیا

اور وہ افراد جو ارباب مال و منال اور جاہ و منصب کے مالک ہیں انکے ستم اور بھی زیادہ ہیں۔ کوئی موسم بھی ہو یہ اپنی قارونیت اور فرعونیت سے باز نہیں رہ سکتے۔ ان کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ ملت اسلامیہ سے ان کا کوئی تعلق اور ارباب نسبت و کشادہ حال اس سے بھی برا ہے۔ انہیں اپنے بینک بیلنس اور اپنی آسائشوں اور اولادوں کو صدیوں تک کے لئے مال و متاع جمع کرنے کے علاوہ کچھ نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گورنر کا تقرر نامہ محض اس لئے منسوخ کر دیا کہ انہیں بچوں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شفقت آمیز عمل پر حیرانی ہوئی..... اور آج کسی کو کسی سے محبت و شفقت نہیں۔ عالی شان محلات میں بیٹھ کر ویرانی کا نظارہ کرنے میں لگے ہیں۔

جو لوگ قرآن، اور اسکی تعلیمات کی تدریس و اشاعت سے وابستہ تھے قرونوں سے وہ باہم برسر پیکار ہیں..... ان کے تراجم و تقاسیر اور تشریحات متون و مضامین کو دیکھ لیجئے کس قدر اختلاف انگیز اور وحشت خیز ہیں۔ اسی لئے عوام جن کو ناظرہ بھی قرأت نہیں آتی وہ بھی مفتی اور فقیہ بنے پھرتے ہیں اور ان مفتیوں کو پرکاہ بھی وقعت دینے کو تیار نہیں..... ایمان کی بنیاد اخلاص پر ہے اور آج اگر اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں

تو دل، اخلاص و صداقت سے کوسوں دور نظر آئیں گے..... خصوصی طور پر اب اہل سنت کا تذکرہ ضروری ہے۔ برس ہا برس گزر رہے ہیں..... برصغیر میں شیعہ بادشاہ ہمایوں کے ساتھ وارد ہوئے اور مجادلہ و مناظرہ کا آغاز ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے شیعہ حضرات بڑھتے پھیلتے چلے گئے وہ قبیلوں پر قبیلے، دیہات پر دیہات فتح کرتے گئے اور ہم سب کو محبت رسول و آل رسول کے صدقے ان کے حوالے کرتے گئے۔ آج ملکوں کے ملک شیعہ ازم کے حامی ہیں جو دربار کل تک اہل سنت کے نشان تھے آج وہ بڑے منظم طریقے اور سازش کے تحت ان پر قابض ہوتے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف..... امکا پیے اور توہینے مولوی اسماعیل دہلوی کی نام نہاد تحریک جہاد سے شروع ہوئے..... مولوی اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی دوفر دتھے اور فرنگی حمایت سے لڑتے لڑتے بڑھتے گئے اور آج کئی صوبوں میں اکثریت میں تبدیل ہیں..... قرآن و وحید کے نام پر، صحابہ کرام کے نام پر، سنت کے نام پر، غرض کئی رنگ اختیار کر چکے ہیں یہ بھی قیام پاکستان کے خلاف تھے اور آج انہیں اس وطن کی محافظت کا دعویٰ ہے۔ اگرچہ حقیقت اس کے برعکس ہے..... پاکستان کی بنیاد رکھنے والی جماعت کا شیرازہ پہلے روز سے بکھرا ہوا ہے، قرارداد پاکستان اور مسلم لیگ کی بنا استوار کر نیوالے لوگ اپنوں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر نیا ملک بنانے پر مجبور کر دیے گئے..... اور آج وہ ملک پھل پھول رہا ہے، ہم زیادہ..... اور ہم اہل سنت جن نے سب سے بڑھ کر قربانیاں دیں، جن کے پیرانہ کرام نے، انہم عظام اور علماء فہام نے نہایت شد و مد سے حصہ لیا..... قہر گمانی میں چلے گئے..... وہ ایک فرقہ بنا کر رکھ دیے گئے، میڈیا کس قدر جانبدار ہوتا ہے وہ اسی ایک بات سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ جب بھی کہیں بھولے سے ذکر ہوا تو علمائے اہل سنت و جماعت محض بریلوی بنادے گئے اور وہ جو دیوبندی تھے، وہابی تھے اہل حدیث تھے، اہل قرآن تھے، پرویزی تھے، مودودی تھے..... جن کا اہل سنت و جماعت سے کوئی تعلق نہ نسبت..... آج انہوں نے اپنوں ناموں کو جڑ کر والیا ہے..... دیوبندی اہل سنت و الجماعت بن گئے اور اہل سنت محض بریلوی..... اور میڈیا نے کبھی تحقیق کی نہ سوچ بچار سے کام لیا..... لیکن کسی سے کیا گلہ، جب ہم ہی کسی قابل نہ رہے، ہمارے تدریسی ادارے مدارس و مکاتب، چندہ اکٹھا کرنے اپنے محلات بنانے، گاڑیاں خریدنے نالائق اور نکلے ساستدانوں کی حاشیہ برداری میں لگے ہوں..... اپنے مسلک و مشرب کے چھوٹے چھوٹے گروپ بنا کر آپس میں دست و گریباں ہوں..... ہنگامہ آرائی میں مصروف ہوں۔ اپنی حمایت و امامت میں ان سب کو مضبوط کر رہے ہوں تو پھر یہی کچھ ہوگا۔

ہم آئے روز نئے سے نئے مجدد، غوث، قطب، قلندر اور خدا جانے کیا کیا القاب تخلیق کرتے ہیں اور اپنے گھرانوں کو اس طرح کی عظمت و شرافت کا اہل گردان کر خوش ہوتے ہیں اور اگر کوئی دوسرا ایسا نہ کرے تو زبان و دہن کی توپوں کے سارے منہ اس طرف کھول دیتے ہیں، پھر ہمیں علم و حیا کی قید بھی نہیں رہتی..... جو مسائل اہل سنت و جماعت (حقیقی، جعلی نہیں) کے متفقہ فیصل تھے انہیں بار بار اٹھاتے ہیں اور اس شور و شغب پر اپنے ہمواروں سے تالیاں بجواتے بچوں کی طرح اودھم مچائے بڑے پر جوش اور سرگرم نظر آتے ہیں۔ اور کوئی جماعت اور طبقہ ان باتوں پر کان دھرنے کو تیار نہیں کہ اس سے جو خاک اُڑ رہی ہے وہ ہمارے ہی منہ میں آرہی ہے۔ مولانا روم نے بہت پہلے ارشاد فرما دیا تھا:

علم و مال و غضب و جاہ و قرآن
فتنہ آرد در کف بد گوہراں

یہ ساری چیزیں وسعت ظرفی چاہتی ہیں ورنہ تو جو اس وقت ملک کا حال ہے وہ سبھی پر آشکار ہے اور یہ سب عدل کی ناموجودگی اور نابودگی پر ہوا ہے۔ ستم یہ ہے کہ اس کا احساس بھی مفقود ہوتا جا رہا ہے:

وائے ناکامی متاع کا رواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اور جب اللہ رب العزت چاہتا ہے کہ کسی فرد یا قوم پر مہربانی فرمائے تو اسے اپنی محبت کی جانب مائل کر دیتا ہے اور وہ اپنے کردہ گناہوں پر پشیمان ہو کر توبہ و استغفار اختیار کرتا ہے اس وقت ہم من حیث القوم اس راہ سے دور ہیں..... کوئی مصیبت ناگہانی نہیں آپڑتی، اس کا آغاز آہستہ اور بتدریج ہوتا ہے۔ لیکن ہماری غفلت اور تساہل، ہمارا تجاہل عارفانہ یہاں تک ہمیں پہنچا دیتا ہے کہ وہ مصیبت ہمیں آگھیرتی ہے اور کوئی چارہ کار نہیں رہتا.....

ایں جہاں کوہ است و فعل ما ندا

سوئے ما آید ند اہا را صدا

(مولانا روم)

نوٹ: بہت سے دیگر مفسرین نے اس آئیہ کریمہ کے جز ”ان اللہ لایغیر..... بانفسہم“ کا ترجمہ اس قدر بدل دیا ہے کہ قرآن کے مفہوم سے مطابقت ہی نہیں رکھتی۔ مثلاً نصر علی خاں نے اس کا ترجمہ شعر کی صورت میں یوں کیا:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

یہ مثبت انداز میں انقلابی عمل اور سرگرم جدوجہد کے لئے اختیار کر لیا گیا۔ اور اسی شعر کو علمی، ادبی، سیاسی اور تحریکی و تنظیمی میدانوں میں بڑے والہانہ اور محفل کو گرمانے کے لئے اس شعر کو بکثرت دہرایا اور پڑھا جاتا ہے۔

سید قطب کی کتاب ”ہل نحن مسلمون“ میں ساجد الرحمن نے اسی انداز کا ترجمہ دیا ہے۔ دیگر اداروں کے تراجم بھی اس نوع کے ہیں یا مبہم یا غیر منطقی جو قرآن کے منشا کے برعکس ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کا ترجمہ صاف اور آیت کے سیاق و سباق سے مربوط و منضبط ہے۔

ترجمہ اشعار:

۱: جب رب العزت چاہتا ہے کہ کسی کی پردہ دری کرے اس کا میلان، پاک لوگوں پر طعنہ زنی میں کر دیتا ہے۔ وہ پاک لوگوں پر طعن و تشنیع سے کام لینا شروع کر دیتا ہے۔

۲: اور اگر رب کریم دستار چاہتا ہے کہ کسی کی عیب پوشی کرے تو عیب داروں کے عیب بھی بیان نہیں کرتا۔

۳: جب خدا چاہتا ہے کہ ہماری مدد فرمائے تو ہمیں اکسار اور گریہ و زاری کی جانب مائل کر دیتا ہے۔

۴: وہ آنکھ ہی مبارک ہے جو اس کے لئے گریاں ہے اور وہ دل کس قدر مبارک ہے جو اس کے لئے تڑپتا ہے۔

درس قرآن

کلمہ پڑھنے کے باوجود کافر ہونا

ہو گئے اور گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں آچکی تھیں اور اللہ جلّ جلالہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔“

معلوم ہوا کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کرنے والا ایمان لانے اور کلمہ پڑھنے کے باوجود بھی کافر ہوتا ہے۔

اف رہے منکر یہ بڑھا جو ش تعصب آخر بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

صرف اہلسنت وجماعت جنتی ہیں:

سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ بَيْنِي إِسْرَئِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا مَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا نَأَى عَنْهُ وَأَصْحَابِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِي رَوَايَةِ أَحْمَدَ وَابْنِ دَاوُدَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةً فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ“ (۵)

”بہتر (۷۲) گروہ دوزخی ہوں گے اور ایک گروہ جنتی ہوگا وہ اہلسنت وجماعت ہے۔“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

..... گزشتہ سے پیوستہ

۳: ”لَا تَعْتِذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ“ (۱)

”بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔“ (۲)

بعض منافقین نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب شریف کا انکار کیا۔ یوں بکواس کی:

”وَمَا يُدْرِىهِ بِالْغَيْبِ“

”وہ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) غیب کیا جانیں؟“

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے

منکروں کلمہ پڑھنے والوں کو کافر کہا۔ (۳)

اس سے ظاہر ہوا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کفر ہے، جس طرح بھی ہو اس میں عذر قبول نہیں خواہ لاکھ بار کلمہ پڑھے۔

۴: ”كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ

الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ“ (۴)

”کیونکر اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے جو ایمان لا کر کافر

۱: ”پ: ۱۰“ ع: ۱۲، آیت: ۶۶

۲: ”کنز الایمان“

۳: ”تفسیر ابن جریر“ ج: ۱، ص: ۱۰۵ ”تفسیر درمنثور“ ج: ۳، ص: ۲۵۴

۴: ”پ: ۳“ ع: ۱۴، آیت: ۸۶

۵: ”جامع ترمذی“ ج: ۲، ص: ۹۳، ”مشکوٰۃ“ ص: ۳۰، اس حدیث کا مفہوم ان الفاظ میں دیکھنے ابو داؤد، ج: ۲، ص: ۳۷۵، ”ابن ماجہ“ ج: ۲، ص: ۲۹۲، ”سنن دارمی“ ج: ۲، ص: ۱۵۸، ”مسند امام احمد“ ج: ۲، ص: ۱۰۲، ”مسند ابویعلیٰ“ ج: ۵، ص: ۹۵، ”طبرانی“ ج: ۱، ص: ۲۵۶، ”مستدرک“ ج: ۴، ص: ۳۲۰، ”نبراس“ ص: ۱۸، ”جامع البیان“ ص: ۲۲، اسی حدیث کو وہابیہ کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فتاویٰ تیمیہ، ج: ۳، ص: ۳۳۵، وہابیہ دیوبندیہ کے امام اسماعیل دہلوی نے تذکیر الاخوان، ص: ۷۴ پر لکھا ہے۔

فرمائی اور بد مذہبوں کے گستاخانہ و کفریہ عقائد سے مسلمانوں کو خبردار کیا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ سے تعلق و نسبت خالص اہلسنت و جماعت کی نشانی ہے۔

وہابیہ دیوبندیوں کی صحبت ہزار اعلانیہ کافر کی

صحبت سے زیادہ مضر ہے (۵)

سب سے مضر تر ہیں یہ وہابی

سنی بن بھکاتے یہ ہیں (۶)

کافروں سے اتحاد کر نیوالے بحکم قرآن

کافر ہیں: (۷)

آیات مبارکہ:

۱: "لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا طَرْضَى اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْهُ ط أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ط الْآلِ إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" (۸)

”تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی۔ اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدیث پاک کو بیان کر کے فرماتے ہیں:

”فَلَا شَكَّ وَلَكِنَّهُمْ هُمُ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ“ (۱)

”تو اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ وہ جنتی گروہ

اہلسنت و جماعت ہی ہے۔“

حضور غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لکھتے ہیں:

”وَأَمَّا الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ فَهِيَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ“

”اور جو فرقہ نجات پانے والا ہے وہ اہلسنت و جماعت ہے۔“ (۲)

تنبیہ الغافلین میں حدیث شریف اس طرح منقول ہے:

”قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذِهِ الْوَاحِدَةُ قَالِ أَهْلُ السُّنَّةِ

وَالْجَمَاعَةِ“

”عرض کیا: یا رسول اللہ علیک السَّلَام یہ ایک جنتی

گروہ کون سا ہے۔“

فرمایا:

”وہ اہلسنت و جماعت ہے۔“ (۳)

تجھ سے اور جنت کیا سے مطلب وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ ﷺ کی (۴)

واضح ہو کہ بریلوی کوئی نیا مذہب نہیں ہے بلکہ حق مذہب

اہل سنت و جماعت جو کتاب و سنت کے مطابق اور متقدمین علماء کرام

سے منقول اور ثابت ہے، اسی مذہب مہذب کی امام اہلسنت مجددین

ولایت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے تبلیغ و اشاعت

۱: ”مرقاۃ شرح مشکوٰۃ“ ج: ۱، ص: ۲۳۸۔

۲: ”غنیۃ الطالبین“ ص: ۸۰، منسوب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۳: ”تنبیہ الغافلین“ ص: ۲۰۷، احیاء العلوم، ج: ۳، ص: ۱۰۲۔

۴: حدائق بخشش۔

۵: ”ارشاد مجدد اعظم مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ، ”احکام شریعت“ ج: ۱، ص: ۱۳۲۔

۶: اعلیٰ حضرت قدس سرہ۔

۷: ”فرمان اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ ”رسائل رضویہ“ ج: ۲، ص: ۱۵۲۔

۸: ”پ: ۲۸“ ع: ۳، آیت: ۲۲۔

روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جایگا جن کے نیچے نہریں بہیں، ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہ اللہ کی جماعت ہے، منتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔“^(۱)

گستاخوں سے علیحدگی اختیار کرنیوالوں کیلئے سات انعامات:

پہلا انعام:

”أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ“
”ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے قلم قدرت کے ساتھ ایمان لکھ دیا۔“

آیہ کریمہ کے اس حصے اور اگلے حصے ”وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ“ سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اعداد نکالے تو (۱۲۷۲) نکلے جو کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سال پیدائش ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بھلا اللہ اگر میرے دل کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اور دوسرے پر لکھا ہوگا ”مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ ﷺ (۲)

سبحان اللہ یہ ہے اللہ اور رسول (جَلَّ جَلَالُهُ ﷺ) کے گستاخوں کو ترک کرنے کا انعام! جس کے دل میں اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے ایمان لکھ دے وہ کبھی مٹ نہیں سکتا۔

دوسرا انعام:

”وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ“
”اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔“

تیسرا انعام:

”وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا“
”اللہ تعالیٰ ان کو جنتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں

بہتی ہیں ہمیشہ ان جنتوں میں رہیں گے۔“

چوتھا انعام:

”رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ“
”اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔“

اس آیہ مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر بے دین، بد مذہب گستاخ سے علیحدہ رہنے والے صالح مسلمان کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں۔

پانچواں انعام:

”وَرَضُوا عَنْهُ“
”اور وہ بھی اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔“

چھٹا انعام:

”وَأُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ“
”وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے۔“

ساتواں انعام:

”أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ“
خبردار! بے شک اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔
گستاخوں سے دوستی کرنیوالوں کیلئے سات درے (سزائیں):

پہلا درہ:

انکے دلوں میں ایمان نہیں لکھا جائے گا۔

دوسرا درہ:

ان کی رب تعالیٰ امداد نہیں فرمائے گا۔

تیسرا درہ:

وہ جنتوں میں کبھی نہیں جاسکتے۔

۱: ”کنز الایمان“۔

۲: ملفوظات اعلیٰ حضرت قدس سرہ۔

چوتھا درہ:

ان پر اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب ہوگا۔

پانچواں درہ:

وہ اللہ تعالیٰ سے راضی نہیں ہوں گے۔

چھٹا درہ:

وہ شیطان کا ٹولہ ہے (أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ)

ساتواں درہ:

وہ شیطان کا ٹولہ کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔

۲: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِّنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تَخْفَىٰ صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ“ (۱)

”اے ایمان والو! غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ، وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے۔ ان کی آرزو ہے جتنی ایذا تمہیں پہنچے۔ (دشمنی) پیران کی باتوں سے جھلک اٹھا اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے۔ ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنائیں اگر تمہیں عقل ہو۔“ (۲)

اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تکذیب اور انکار کا نام کفر ہے۔ دیوبندیوں، وہابیوں، رافضیوں، مرزائیوں اور دیگر بد مذہبوں سے دوستی میل جول اور اتحاد کرنا تو اس آیت کا کیسا کیسا رد کرتے ہیں اور کس کس طرح جھٹلاتے ہیں۔

(۱) رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی کافر کو اپنا راز دار نہ بناؤ اور یہ انہیں اپنا راز دار بناتے ہیں۔ یہ واحد قہار کی کھلی ہوئی نافرمانی ہے۔

(ب) رب عزوجل فرماتا ہے وہ تمہاری بدخواہی اور برائی میں کمی نہیں کریں گے۔ ان سے اتحاد کر کے انہیں اپنا راز دار بنانے والے سمجھتے ہیں کہ وہ کفار ہماری خیر خواہی اور بھلائی میں کمی نہیں کریں گے۔

یہ اللہ عزوجل کی تکذیب ہے۔

(ج) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے دینوں کی دلی تمنا ہے کہ تمہیں مشقت اور ایذا پہنچے کفار مرتدین سے دوستی اور اتحاد کرنا تو لے کہتے ہیں وہ ہمیں مشقت اور ایذا سے بچائیں گے اور راحت و آرام پہنچائیں گے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فرمان کا انکار ہے۔

(د) رب تعالیٰ نے فرمایا کہ دشمنی ان کے منہ سے ظاہر ہو چکی۔ اس طرح کہ وہابی، دیوبندی یا رسول اللہ (عَلَيْكَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام) کہنے والوں کو مشرک کہتے ہیں۔ کئی یا رسول اللہ (عَلَيْكَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام) کے والوں کو انہوں نے شہید کر دیا اور تعظیم کے جو کام سنی کرتے ہیں، ان پر شرک و بدعت کے فتوے لگاتے ہیں۔ پھر بھی ان سے محبت کرنا تو لے ان کے ساتھ دوستی کا عہد باندھ کر اللہ تعالیٰ کے فرمان کا رد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

”جو دشمنی اور عداوت ان کے دلوں میں چھپی ہوئی ہے، وہ اور بڑی ہے۔ معاذ اللہ“

اگر وہابیوں، دیوبندیوں کی حکومت ہو جائے تو جس قدر سنیوں سے ان کی عداوت ہے تو یہ یقیناً رسول اللہ کہنے والوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنائیں گران سے اتحاد کرنا تو لے اللہ تعالیٰ کے ہر فرمان کو جھٹلاتے اور اس کا رد کرتے ہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

۳: ”بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا۔ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ط ابْتِغَوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا۔“ (۳)

”خوشخبری دو منافقوں کو کہ ان کیلئے دردناک عذاب ہے، وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں تو عزت تو ساری اللہ کیلئے ہے۔“ (۴)

غلبہ و عزت حاصل کرنے کیلئے جو لوگ کفار و منافقین کو مددگار بناتے ہیں اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فرمان کے مطابق جن کی صحبت

۱: ”پ: ۳“ ع: ۳، آیت: ۱۱۸۔

۲: ”کنز الایمان“۔

۳: ”پ: ۵“ ع: ۷، آیت: ۱۳۹۔

۴: ”کنز الایمان“۔

”اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے تو وہ انہیں میں سے ہے۔“ (۶)

لہذا دیوبندیوں، وہابیوں سے محبت اور میل جول رکھنے والے انہیں میں سے ہیں۔

۶: ”وَأَمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔“ (۷)

”اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔“ (۸)

سب سے بڑے ظالم وہ بد بخت ہیں، جو نبیوں، ولیوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام ورضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے گستاخ ہیں۔ تو ان گستاخوں، بد مذہبوں، بڑے ظالموں کے پاس بیٹھنے والے، ان سے اتحاد کر نیوالے قرآن کے کس قدر مخالف ہیں۔

۷: ”وَلَا تَرْكُنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔“ (۹)

”اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔“ (۱۰)

۸: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ط۔“ (۱۱)

”اے ایمان والو! جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔“ (۱۲)

اعلانہ کافر سے ہزار درجہ زیادہ خطرناک ہے۔ ان وہابیوں، دیوبندیوں سے نئے نئے طریقے پر اتحاد کرتے ہیں۔ قرآن فرماتا ہے یہ ان کی بد عقلی ہے۔ ایسا کر نیوالے منافق ہیں اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

۴: ”لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ۔“ (۱)

”مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کریگا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا۔“ (۲)

”تفسیر کبیر“ میں ہے:

”لَا يَتَّخِذُ وَهُمْ أَوْلِيَاءَ أَيْ لَا تَعْتَمِدُوا عَلَى الْإِسْتِغْنَاءِ بِهِمْ وَالتَّوَدُّدِ إِلَيْهِمْ۔“ (۳)

اس آیت مبارکہ سے مراد یہ ہے کہ کافروں کی مدد و یاری پر اعتماد نہ کرو۔

”تفسیر ابوالسعود“ میں ہے:

”أَيْ جَانِبُوهُمْ مُجَانِبَةً كُلِّيَّةً وَلَا تَقْبَلُوا مِنْهُمْ وَلَايَةً وَلَا نَصْرَةً۔“ (۴)

”یعنی کافروں سے بالکل کنارہ کش (علحدہ) رہو اور کبھی ان کی دوستی اور مدد قبول نہ کرو۔“

اتحادی اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی ڈٹ کر نافرمانی کرتے ہیں۔

۵: ”وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ۔“ (۵)

۱: ”پ: ۳: ع: ۱۱، آیت: ۲۸۔

۲: ”کنز الایمان“۔

۳: ”تفسیر کبیر“ ج: ۲، ص: ۱۶۔

۴: ”تفسیر ابوالسعود“ ج: ۲، ص: ۲۱۳۔

۵: ”پ: ۶: ع: ۱۲، آیت: ۵۱۔

۶: ”کنز الایمان“۔

۷: ”پ: ۴: ع: ۱۳، آیت: ۶۸۔

۸: ”کنز الایمان“۔

۹: ”پ: ۱۲: ع: ۱۰، آیت: ۱۱۳۔

۱۰: ”کنز الایمان“۔

۱۱: ”پ: ۱۱: ع: ۵، آیت: ۱۲۳۔

۱۲: ”کنز الایمان“۔

۹: ”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ ط وَبُئْسَ الْمَصِيرُ“ (۱)

”اے غیب بتانے والے (نبی) کافروں پر اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی فرماؤ اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور کیا ہی برا انجام۔“
جو لوگ کہتے ہیں بدنہ ہوں، گستاخوں پر سختی نہ کرو وہ ان آیتوں پر غور کریں۔

دشمن احمد علیہ السلام پہ شدت کی مروت کی کیجئے (۲)

احادیث مبارکہ:

۱: ”إِذَا رَأَيْتُمْ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَأُكْفِهِمْ وَأَفِي وَجْهَهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَبْغِضُ كُلَّ مُبْتَدِعٍ“ (۳)

”جب تم کسی بدنہب کو دیکھو تو اس کے سامنے ترش روی سے پیش آؤ، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر بدنہب کو دشمن رکھتا ہے۔“

۲: ”لَا يَقْبَلُ اللَّهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَلَا صَلَوةً وَلَا صَدَقَةً وَلَا حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَلَا جِهَادًا وَلَا صَرْفًا وَلَا عَدْلًا يَخْرُجُ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِينِ“ (۴)

”اللہ تعالیٰ کسی بدنہب کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد اور نہ کوئی فرض نہ نفل، بدنہب دین اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔“

۳: ”أَهْلُ الْبِدْعِ كِلَابٌ أَهْلُ النَّارِ“ (۵)
”بدنہب دوزخ والوں کے کتے ہیں۔“

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کسی کو برا نہ کہو لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدنہبوں کلمہ پڑھنے والوں کو دوزخی بلکہ دوزخ والوں کے کتے فرمایا۔

۴: ”يَا أَيُّكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ“ (۶)
”ان (بدنہبوں، دیوبندیوں، وہابیوں، رافضیوں، مرزائیوں) سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھیں کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔“

اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدنہبوں کی صحبت کے خطرہ سے آگاہ فرمادیا۔ اب جو کوئی رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کو ٹھکرا کر بے دینوں گستاخوں سے دوستی رکھے وہ ضرور گمراہی اور ہلاکت کے راستے پر ہے۔

۵: ”إِنْ مَرَضُوا فَلَا تُعِدُّوهُمْ وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ وَإِنْ لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تَسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ وَلَا تَجَالِسُوهُمْ وَلَا تُشَارِبُوهُمْ وَلَا تَوَاكَلُوهُمْ وَلَا تَنَاجَوْهُمْ وَلَا تَصَلُّوا عَلَيْهِمْ وَلَا تَصْلُوا مَعَهُمْ“ (۷)

”بدنہب اگر بیمار پڑ جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کی جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔“

اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ بدنہب نمازیں پڑھنے والے ہیں جن سے قطع تعلق کی سرور عالم ﷺ تعلیم فرما رہے ہیں۔

۱: ”پ: ۲۸، ع: ۲۰، آیت: ۹۔

۲: حدائق بخشش۔

۳: ”ابن عساکر“ ج: ۴۳، ص: ۳۴، تذکرۃ الموضوعات، ص: ۱۵۔

۴: ”ابن ماجہ“ ص: ۶، ”کنز العمال“ ج: ۱، ص: ۲۲۰۔

۵: ”کنز العمال“ ج: ۱، ص: ۲۱۸، ”دارقطنی۔

۶: ”مشکوٰۃ“ ”مسلم“ ج: ۱، ص: ۱۰۔

۷: ”ابوداؤد“ ج: ۲، ص: ۲۸۸، ”ابن ماجہ“ ص: ۱۰، ”عقیلی“ ج: ۱، ص: ۱۲۶، ”غنیۃ الطالبین“ ص: ۲۸۸، ”صحیح ابن حبان“ ج: ۱، ص: ۱۸، ”کتاب الشفاء“ ج: ۲، ص: ۲۶۶، ”کنز العمال“ ج: ۱۱، ص: ۲۹، ”الصواعق المحرقة“ ص: ۴، ”شعب الایمان“ ج: ۴، ص: ۶۱۔

۶: ”مَنْ وَقَرَّ صَاحِبَ بَدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْاِسْلَامِ“ (۱)
 ”جس نے کسی بد مذہب کی عزت کی اس نے اسلام ڈھانے پر مدد کی۔“

اعلیٰ حضرت بریلویؒ کے فرمان کے مطابق دیوبندیوں کی صحبت ہزار اعلانیہ کافر کی صحبت سے زیادہ خطرناک ہے۔ ان وہابیوں دیوبندیوں کی جو شخص عزت و تکریم کرے وہ اسلام کا کتنا مخالف اور اسے گرانے کی کتنی کوشش کرتا ہے۔

۷: ”اِذَا مَدَحَ الْفَاسِقُ غَضَبَ الرَّبِّ وَاهْتَنَزَ لَذْلِكَ الْعُرْشُ“
 ”جب فاسقوں کی تعریف کی جاتی ہے۔ رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرش الہی ہل جاتا ہے۔“

جونبیوں، ولیوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے گستاخ ہیں وہ سب سے زیادہ فاسق اور بے ایمان ہیں تو ان کی تعریف کرنا، ان سے اتحاد کرنا کس قدر رب تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

۸: ”نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَافَحَ الْمُشْرِكُونَ أَوْ يَكُونُوا أَوْ رَحَبَ بِهِمْ“ (۲)
 ”رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ مشرکوں سے مصافحہ کیا جائے یا انہیں کنیت سے ذکر کیا جائے یا آتے وقت انہیں مرحبا کہا جائے۔“

یہ بہت کم درجہ کی عزت ہے کہ نام لے کر نہ پکارا جائے، فلاں کا باپ کہہ دیا جائے یا آتے وقت جگہ دینے کو آئیے کہہ دیا جائے۔ اللہ اکبر! کفار کے بارے میں حدیث شریف اس سے بھی منع فرماتی ہے۔ اعلانیہ کافر سے ہزار درجہ مضرد دیوبندیوں، وہابیوں سے اتحاد کرنا، ان کے مولویوں کو بڑے بڑے القاب سے ذکر کرنا، ان کا شان سے استقبال کرنا، جلسوں میں ان کی تقریریں مسلمانوں کو سنانا، حالانکہ بے دینوں بد مذہبوں کو ایسا مقام یا عہدہ دینا جس سے مسلمانوں کے دلوں میں ان کی تعظیم پیدا ہو حرام ہے۔ انہیں صدر، چیئرمین، سیکرٹری اور رکن وغیرہ اعزازی عہدے دینا سراسر گمراہی اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ہے۔

فتویٰ:

”لَوْ قَالَ لِمَجُوسِيٍّ يَا اَسْتَادُ تَبْجِيْلًا كَفَرًا“ (۳)
 ”اگر مجوسی کو بطور تعظیم اے استاد! کہے کافر ہو جائے گا۔“
 آگ کا پجاری تو صرف آگ کو خدا کہتا ہے اس کو تعظیم استاد کہنے والا کافر ہو جائیگا۔ جو سچے خدا کو نہ مانے بلکہ کہے ہمارا خدا جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ (۴)

اور کہے ”افعال قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں۔“
 یعنی تمام برے کام (جھوٹ، چوری، زنا وغیرہ جو بندے کر سکتے ہیں) ہمارا (وہابیوں دیوبندیوں کا) خدا بھی کر سکتا ہے۔ (۵)
 دلیل علیل ذلیل یہ دیتے ہیں کہ اگر سارے عیب بندے کر سکیں اور خدا نہ کر سکتے تو بندے بڑھ گئے خدا کی قدرت کم ہوئی۔
 بتاؤ جو شخص ایسوں کی تعظیم کرے ان سے محبت اور اتحاد کرے کیا وہ کافر نہ ہوگا؟

مسلمانوں کا سچا خدا وہ ہے جو ہر عیب سے پاک ہے، جھوٹ وغیرہ تمام عیوب اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہیں۔ کمی عیوب میں ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تعلق ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کامل ہے۔
 فتویٰ:

”لَوْ سَلَّمَ عَلَى الدِّمِّيِّ تَبْجِيْلًا يَكْفُرُ لَانَ تَبْجِيْلَ الْكَافِرِ“
 ”کفر۔“ (۶)

”اگر زمی کو تعظیم کے ساتھ سلام کرے کافر ہو جائیگا کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔ ذمی نرم درجے کے کافر کو کہتے ہیں تو اس کو تعظیم کے ساتھ سلام کرنے والا کافر ہو جاتا ہے تو بتاؤ ہزار درجے بڑے گستاخ کفار کی تعظیم کرنی والا کتنا بڑا کافر ہوگا!

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
 للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

۱: ”المعجم الاوسط“ ج: ۷، ص: ۳۹۶ ”حلیۃ الاولیاء“ ج: ۱، ص: ۹۷ ”مشکوٰۃ“ ص: ۲۱ ”باب الاعتصام بالکتاب والستة الفصول الثالث“ جامع صغیر“ ص: ۵۴۵.
 ۲: ”ابونعیم“ ”حلیۃ الاولیاء“ ج: ۷، ص: ۲۳۶.
 ۳: ”درمختار“ ج: ۲، ص: ۲۵۱، فتاویٰ امام ظہیر الدین، اشباہ والنظائر، تنویر الابصار، المعجزة المؤمنہ وغیرہا.
 ۴: ”براہین قاطعہ“ از خلیل ورشید دیوبندی وہابی، ص: ۲۷۸.
 ۵: ”جہد المقل از مولوی محمود الحسن دیوبندی وہابی، ج: ۱، ص: ۸۳.
 ۶: ”فتاویٰ امام ظہیر الدین“ اشباہ، المعجزة المؤمنہ وغیرہا، درمختار“ ج: ۲، ص: ۲۵۱

ہر بھلائی ہر نیکی صدقہ ہے

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
فرماتے ہیں:

”صدقہ وہ مال ہے جو محض ثواب کیلئے کسی کو دیا جائے۔“

صدقہ اور ہدیہ میں فرق:

”الْهَدِيَةُ أَنْ يَمْلِكَ الرَّجُلُ تَقَرُّبًا إِلَيْهِ وَكَرَامًا لَهُ۔“

”ہدیہ وہ مال ہے جو کسی کے احترام و رضا کیلئے اسے دیا جائے، صدقہ میں دوسرے پر رحم ہے جبکہ ہدیہ میں اسکی تعظیم۔“

نفل صدقہ کی اقسام:

صدقہ نفل کی دو قسمیں ہیں: ۱: صدقہ حقیقی، ۲: صدقہ حکمی،
صدقہ حقیقی، عطائے مال سے ہوتا ہے جبکہ صدقہ حکمی،

اعمال سے ہوتا ہے۔

احادیث مبارکہ میں جہاں صدقہ حقیقی کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے اور کثرت سے صدقہ دینا کا حکم دیا گیا ہے، وہاں صدقہ حکمی کی بہت زیادہ فضیلت بیان کر کے اس کے بجالانے کا حکم دیا گیا۔

حدیث مندرجہ بالا میں بھی صدقہ حکمی کی فضیلت بیان کی گئی

ہے۔

رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ صَدَقَةٌ“

”تیرا اپنے بھائی کے سامنے مسکرا دینا صدقہ ہے۔“

”عَلَى وَجْهِ الْإِنْسَانِ۔“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط
”وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ صَدَقَةٌ وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ وَنَصْرُكَ الرَّجُلَ الرَّدِّيَّ الْبَصْرَ لَكَ صَدَقَةٌ وَأَمَّا طَبْتُكَ الْحَجَرَ وَالشُّوكَ وَالْعُظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلُوكَ فِي دُلُو أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ۔“

(الترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۱۶۸)

”روایت ہے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، تیرا اپنے بھائی کے سامنے مسکرا دینا صدقہ ہے۔ اور بھلائی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روک دینا صدقہ ہے اور تیرا کسی کو بہک جانے والی زمین میں راہ دکھا دینا، تیرے لئے صدقہ ہے اور تیرا کسی کمزور نگاہ والے شخص کی مدد کر دینا تیرے لئے صدقہ ہے اور تیرا راستہ سے پتھر، کاٹا، ہڈی ہٹا دینا تیرے لئے صدقہ اور تیرا اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا تیرے لئے صدقہ ہے۔“

تشریح و توضیح:

صدقہ کیا ہے؟

”قَبِيلٌ هِيَ مُنْحَةٌ لِثَوَابِ الْآخِرَةِ۔“

”یعنی صدقہ وہ عطا ہے جو محض ثواب آخرت کے لئے کی

جاتی ہے۔“

”وَمَا طَعَتْكَ..... الطَّرِيقُ لَكَ صَدَقَةٌ“:

”اور تیرا راستہ سے پتھر، کانٹا اور ہڈی ہٹا دینا تیرے لئے صدقہ ہے، کہ اس سے لوگ تکلیف سے بچیں گے اور تمہیں ثواب ملے گا۔ معلوم ہوا کہ جیسے مسلمان کو نفع پہنچانا ثواب ہے ایسے ہی انہیں تکلیف سے بچانا بھی ثواب ہے۔ کسی بھلے آدمی کو بد معاش کے شر سے بچا لینا ثواب ہے۔

تنبیہ:

ویسے تو سرکارِ دو جہاں ﷺ کا ہر فرمان ہی ہمارے لئے آبِ حیات ہے۔ مگر مندرجہ بالا نکات کو غور سے بار بار پڑھیں، کہ امت مسلمہ کہاں کھڑی ہے۔ ادھر سرکارِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کا یہ فرمان کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ادھر ہماری یہ حالت کہ گھر سے گاؤں، گاؤں سے شہر اور شہر سے لے کر ملک تک کوئی جتنا زیادہ برا ہے اتنی ہی اسکی عزت زیادہ کرتے ہیں بلکہ جتنا کوئی بڑا بد معاش اُتتا ہی وہ ہمارا بڑا لیڈر ہے۔ العیاذ باللہ من ذلک

ایک طرف سرکارِ دو عالم ﷺ کی یہ ہدایت کہ بھولے کی رہنمائی کرنا، کسی نابینا شخص کی مدد کرنا، راستہ بتا دینا صدقہ ہے دوسری جانب ہماری یہ حالت کہ اگر کوئی مدد مانگ بیٹھے یا راستہ پوچھ لے تو بجائے صدقہ کی فضیلت حاصل کرنے پر چہرہ پر نکل پڑ جاتے ہیں بلکہ بعض تو غلط رہنمائی کر کے ایذائے مسلم کا سبب بنتے ہیں جو کہ گناہ کبیرہ ہے۔ افسوس کہ ہماری یہ دولت بھی اغیار ہم سے چھین چکے:

وائے ناکامی کہ متاعِ کارواں جاتا رہا

کہ کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

ایک جانب سرکارِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کا یہ حکم راستہ سے تکلیف دہ چیز حتیٰ کہ کانٹا تک کا اٹھا دینا باعثِ ثواب و صدقہ ہے، دوسری جانب ہماری یہ حالت ہٹانا تو دور کی بات کوئی گنداپانی سڑک پر چھوڑ رہا تو کوئی تعمیر کی آڑ میں سڑک و راستہ بند کئے ہوئے ہے۔ کوئی کوڑا کرکٹ و چھلکے سڑک پر ڈال رہا ہے۔ کہیں نالی اور گٹر اور انکی بد بو گزرنے میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

”یعنی خوشی کا مسکرانا جس سے سامنے والا سمجھے کہ میرے آنے سے اس کو خوشی ہوئی اور وہ بھی اس سے خوش ہو جائے۔ تمسخر کا مسکرانا مراد نہیں جس سے آنے والے کو تکلیف ہو کہ یہ تو گناہ ہے۔

”وَأَمْرُكَ..... الْمُنْكَرُ صَدَقَةٌ“:

”اور بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روک دینا صدقہ ہے۔“ یاد رہے کہ امراء کے ذمے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا) ہاتھ سے ہے کہ اپنی قوت و سطوت سے اس کام کو روک دیں اور علماء کے ذمہ زبان سے ہے کہ اچھی بات کرنے کو اور بری بات سے باز رہنے کو زبان سے کہہ دیں۔ اور عوام الناس کے ذمہ دل میں برا جانا ہے۔

”وَأَرَشَدُكَ..... الضَّلَلُ لَكَ صَدَقَةٌ“:

”تیرا کسی کو بہک اور بھٹک جانے والی زمین میں راہ دکھا دینا تیرے لئے صدقہ ہے۔“

”ارض ضلال“ سے مراد ہے:

”هِيَ الَّتِي لَا عَلَامَةَ فِيهَا لِلطَّرِيقِ فَيَضِلُّ الرَّجُلُ فِيهَا۔“ ”ایسی زمین وجگہ جہاں راستہ پر علامت و نشان نہ ہونے کی وجہ سے انسان کو بھٹکنے کا اندیشہ ہو۔“

سبحان اللہ، اللہ رب العزت کی کیسی کرم نوا زیاں ہیں اور رسولِ کریم ﷺ کے احسانات کہ معمولی کام جن میں خرچ ہو نہ تکلیف مگر ثواب کا باعث بن گئے۔ کسی کو راستہ بتا دینا اور مسئلہ سمجھا دینا بھی ثواب کا کام بن گئے۔

”وَنَصْرُكَ..... الْبَصَرُ لَكَ صَدَقَةٌ“:

”اور تیرا کسی کمزور نگاہ والے شخص کی مدد کر دینا تیرے لئے صدقہ ہے یا اس طرح کہ اسکی انگلی پکڑ کر جہاں جانا چاہتا ہے وہاں پہنچا دینا، یا اس طرح کہ اس کا کام کاج کر دینا سب میں ثواب ہے، کہ اندھوں اور کمزور نظر والوں کی خدمتِ نعمتِ آنکھ کا شکر یہ ہے۔ ہر نعمت کا شکر یہ جدا گانہ ہے اور شکر پر زیادتی نعمت کا وعدہ ہے۔

”لَنْ شُكْرُكُمْ لَا زَيْدٌ لَكُمْ“

سرکارِ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”نُظَفُوا أَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ۔“

”اپنے صحنوں اور گلیوں کو صاف رکھو اور یہودیوں سے مشابہت اختیار نہ کرو، کہ جب سے ان پر ذلیل مسکنت ڈالی گئی ان کی زمینیں میلی کثیف رہیں۔“ (جامع الترمذی)

”إِفْرَاغُكَ..... أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ“:

اور تیرا اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا تیرے لئے صدقہ ہے۔ یعنی کنویں پر جو لوگ پانی لینے کے لئے جمع ہوں انکے برتنوں میں پانی ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔

”فَكَيْفَ إِذَا لَمْ يَكُنْ لِأَخِيكَ دَلْوٌ وَأَعْطَيْتَهُ مَاءً مِنْ دَلْوِكَ۔“
”یعنی جب اپنے ڈول سے دوسرے کے ڈول میں پانی ڈال دینا ثواب ہوا تو جسکے پاس ڈول یا رسی ہی نہ ہو اسے پانی دینا تو بہت ہی ثواب ہوگا۔“ (مرقاۃ، معراجہ مع الزیادۃ)

صدقہ حکمی کی طرف رغبت چند دیگر احادیث

سے:

”وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سَلَامِي مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلُّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الْإِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَبُعَيْنِ الرَّجُلِ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَيَمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ۔“ متفق علیہ

”روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ انسان کے ہر جوڑ کے عوض ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، اس پر صدقہ ہے دو کے درمیان انصاف کر دے یہ بھی صدقہ ہے اور کسی شخص کی اس کے گھوڑے پر مدد کر دے کہ اس پر سوار کر دے یا اس پر اس کا سامان چڑھا دے یہ بھی صدقہ ہے اور اچھی بات صدقہ ہے۔ اور ہر قدم جس سے نماز کی طرف جائے صدقہ ہے اور راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹا دے، صدقہ ہے۔“ (”مشکوٰۃ“: ۱۶۷)

”وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاكُلُ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ طَيْرٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَأَنَّهُ لَهٗ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْمُسْلِمِ عَنْ جَابِرٍ وَمَا سَرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ۔“

”روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایسا کوئی مسلمان نہیں جو کوئی باغ لگائے یا کھیت بوئے پھر اس سے آدمی یا چڑیاں یا جانور کچھ کھالیں مگر اس کے لئے صدقہ ہوتا (مسلم بخاری) اور مسلم کی روایت میں حضرت جابر سے یوں ہے کہ اس سے چوری ہو جائے وہ بھی صدقہ ہے۔“

(”مشکوٰۃ“: ۱۶۸)

”الغرض ہر نیکی ہر بھلائی صدقہ ہے۔“

”وَعَنْ جَابِرٍ وَحَدِيثُهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ۔“

”روایت ہے حضرت جابر و حدیث سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر بھلائی صدقہ ہے۔“

(”مشکوٰۃ“ ص: ۱۶۷)

”وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ وَإِنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ أَنْ تُلْقَى أَخَاكَ بَوَجْهِ طَلْقٍ وَأَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِسَاءٍ أَخِيكَ۔“ (رواہ احمد والترمذی)

”روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر بھلائی صدقہ ہے اور بھلائی سے یہ بھی ہے کہ تو اپنے بھائی سے کشادہ روئی سے ملے اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں ڈال دے۔“ (”مشکوٰۃ“ ص: ۱۶۸)

تین سو ساٹھ جوڑ:

”وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْ بَنِي آدَمَ عَلَى سِتِّينَ وَكُلِّ مِائَةِ مَفْصِلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللَّهَ وَحَمِدَ اللَّهَ وَهَلَّلَ اللَّهَ وَسَبَّحَ اللَّهَ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَةً فَيَأْتِي بِحُزْمَةٍ حَطَبٍ عَلَى ظَهْرِهِ (فَيَبْعُهَا) فَيَكْفُفَ اللَّهُ بِهَا وَجْهَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ۔“

”روایت ہے حضرت زبیر ابن عوام فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ کہ تم میں سے کوئی اپنی رسی لے کر پھر اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لادے اسے بیچے جس سے اللہ اس کی عزت بچائے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگے لوگ اسے دیں یا نہ دیں۔“

سوال میں ضد کرنا اور جو ملے نہ لینا حرام ہے:

”وَعَنْ مَعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا تُلْجِفُوا فِي الْمَسْئَلَةِ فَوَاللَّهِ لَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا فَتُخْرِجُ لَهُ مَسْئَلَتَهُ (شَيْئًا وَأَنَا لَهُ كَارَةٌ فَيَبَارِكُ لَهُ فِيمَا أُعْطِيَتْهُ۔“

”روایت ہے حضرت معاویہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مانگنے میں زاری (ضد) نہ کرو اللہ کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا تم میں سے کوئی مجھ سے کچھ مانگے اس کا مانگنا مجھ سے کچھ نکلوانے حالانکہ میں ناخوش ہوں تو اسے میرے عطیہ میں برکت دی جائے۔“

گلزارِ مدینہ

پرنٹرز اینڈ کمپیوٹر ڈیزائنرز

ڈیزائننگ، شادی کارڈ، وزٹنگ کارڈ، اشتہارات، لیٹر ہیڈ، سکرز، سکرین پرنٹنگ کیلئے تشریف لائیں۔

پروپرائٹرز: ندیم اقبال

رابطہ: 0314.4543353

فائیسٹار پلازہ، دوکان نمبر 2، گلزارِ مدینہ روڈ، گجرات

Office: 053.3512097

وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَعَزَلَ حَجْرًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ شَوْكَةً أَوْ عَظْمًا أَوْ أَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ نَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ عَدَدَ تِلْكَ السَّيِّئَاتِ وَالْثَلَاثِ مِائَةٍ فَإِنَّهُ يَمْشِي يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحَزَحَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ۔“

(رواہ مسلم)

”روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اولاد آدم میں ہر انسان تین سوساٹھ جوڑوں پر پیدا کیا گیا تو جو اللہ کی تکبیر کہے، اس کی حمد کرے، تہلیل کرے، تسبیح کرے، اللہ سے معافی مانگے، لوگوں کے راستہ سے پتھریا کاٹنا یا ہڈی ہٹا دے یا اچھی بات کا حکم دے یا برائی سے منع کرے ان تین سوساٹھ کی گنتی کے برابر، تو وہ اس دن کی طرح چلے گا کہ اپنی جان کو آگ سے دور کرے گا۔“

”وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَفِي بَضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَيَّتِي أَحَدُنَا شَهَوْتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ كَانَ عَلَيْهِ فِيهِ وَزْرٌ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ۔“

(”مشکوٰۃ“ ص: ۱۶۸)

”روایت ہے حضرت ابو ذر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر تسبیح میں صدقہ ہے اور ہر تکبیر میں صدقہ ہے اور ہر حمد میں صدقہ ہے اور ہر تہلیل میں صدقہ ہے اور بھلائی کا حکم دینے میں صدقہ ہے اور برائی سے روکنے میں صدقہ ہے اور ہر ایک کی حلال صحبت میں صدقہ ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کوئی اپنی شہوت پوری کرے تو اس میں ثواب ملتا ہے۔ فرمایا ہاں تو اگر یہ شہوت حرام میں خرچ کرتا تو اس پر گناہ ہوتا یوں ہی جب اسے حلال میں خرچ کرے گا تو اسے ثواب ملے گا۔“

معمولی سے معمولی کام باعثِ عزت اور سوال سببِ لعنت ہے:

”وَعَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

سلطنتِ مصطفیٰ ﷺ در مملکتِ کبریا

تھی ایک دن کانٹوں کا بوجھ لارہی تھی کہ تھک کر آرم کیلئے ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ ایک فرشتے نے اس کے پیچھے سے اس کا بوجھ کھینچا وہ گرا اور اس کی رسی سے ام جمیل کے گلے میں پھانسی لگ گئی اور مر گئی۔ (۳)

اب نہ وہ ولید رہا نہ ابولہب مگر اس پر رات دن مشرق و مغرب میں لعنت پڑ رہی ہے کہ نمازی نماز میں، قرآن پڑھنے والا تلاوت میں ان القاب سے ان کی تواضع کر رہے ہیں۔

دعوتِ ادب:

ایک لطف اور ہے وہ یہ کہ اب ظاہری آنکھوں میں وہ دربار نہیں نہ وہ دعوتِ ولیمہ کی دھوم دھام ہے نہ وہ آواز مبارک کے نغمے۔ ہمارے یہ نصیب کہاں تھے کہ ان مجلسوں کا نظارہ کرتے اور اپنے کانوں سے وہ خدا بھاتی آواز سنتے؟

جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے! لیکن اس بزم کے آداب اسی طرح لوگوں کے سامنے ہیں

کھن

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

..... گزشتہ سے پیوستہ.....

ایک بار ابولہب گستاخ نے بارگاہِ نبوت میں عرض کیا:

”کہہ رہا ہوں تھوٹ جائے۔“ (۱)

غضبِ الہی کا دریا جوش آیا اور ارشاد فرمایا:

”تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ - مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۖ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ - وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ - فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّمَّسِدٍ -“ (۲)

”ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں (ٹوٹ جائیں) اور وہ تباہ بھی گیا۔ اس کو اپنا مال اور کمائی کچھ کام بھی نہ آئی۔۔۔ عقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں وہ بھی اور اس کی جو رو (بیوی) بھی پہنچیں گے۔ جو کڑیوں کا بوجھ سر پر اٹھاتی ہے۔ اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا ہے۔“

معلوم ہوا کہ اس بد نصیب نے ایک بد گوئی کی اس کے جواب میں اس کو اور اس کی جو رو (بیوی) اُمّ جمیل کو جو کچھ سنایا گیا۔ وہ معلوم ہوئی گیا بلکہ بعد کو اس کی عورت اسی طرح مری کہ وہ حضور کی ایذا رسانی کیلئے خود اپنے سر پر کانٹوں کا بوجھ لا کر لاتی اور حضور کے راستے میں ڈالا کرتی

۱: ”جامع البیان فی تفسیر القرآن“: ابن جریر الطبری ”سورة لهب، زیر آیت: تبت یدایہ لہب وتب، (۱: ۱۱۱)“، (۲۱۸، ۲۱۴/۳۰)، طبع دار المعرفۃ، بیروت۔ ”تفسیر القرآن العظیم“: ابن کثیر ”سورة الہب زیر آیت: تبت یدایہ لہب وتب، (۱: ۱۱۱)“، (۵۲۴/۳)، طبع دار الفکر، بیروت۔

۲: ”القرآن“: سورة الہب، (۱: ۱۱۱) اتاہ۔

۳: ”تفسیر المظہری“: قاضی ثناء اللہ پانی پتی ”سورة الہب، زیر آیت: فی جیدہا حبل من مسد، (۵: ۱۱۱)“، (۳۶۸/۱۰)، طبع ندوۃ المصنفین، دہلی۔

اگر بعد والوں کو وہ باتیں دیکھنا میسر نہ ہوئیں تو کم سے کم سُن کر ایمان لائیں اور وجد میں آکر ڈاکٹر اقبال کا یہ شعر پڑھ کر لطف حاصل کریں:

ادب گاہست زیرِ آسمان از عرش نازک تر!

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اس دربار کا نکالا کہیں پناہ نہیں پاتا:

انہیں کے رب کی قسم اس دربار کا نکالا ہوا کہیں بھی پناہ نہیں پاتا۔ دنیا کے بادشاہوں کے مجرم مرکر حاکم کے عتاب سے چھوٹ جاتے ہیں مگر ان کا مجرم نہ زندگی میں عزت پائے نہ قبر میں چین، نہ حشر میں آرام اور اس بارگاہ کا مقبول ہر جگہ عزت پاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے خوب لکھا ہے:

جس کو لکار دے آتا ہو تو الٹا پھر جائے

جس کو چکارے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دُزدِ رجم

اُلٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

گستاخِ نبوی کا انجام:

پہلا واقعہ:

”بخاری“ جلد اول کتاب المناقب میں ہے کہ ایک شخص کا تب وحی تھا کہ وحی لکھنے کی خدمت اس کے سپرد تھی کچھ ایسی پھٹکار پڑی کہ وہ مرتد ہو گیا اور حضور ﷺ کو عیب لگانے لگا، جب وہ مر گیا اور اس کو دفن کیا گیا تو زمین نے اسے اپنے اندر سے باہر نکال پھینکا۔ دوست سمجھے کہ شاید اصحاب رسول اللہ ﷺ نے اس کو نکال دیا ہے اور زیادہ گہرا گڑھا کر کے دفن کیا، مگر زمین نے پھر بھی قبول نہ کیا، نکال کر پھینک دیا۔ غرض کئی بار دفن کیا، مگر غش باہر آ گئی۔ (۱)

تو معلوم ہوا کہ یہ بارگاہِ مصطفیٰ کا نکالا ہوا ہے اس کو کوئی بھی قبول نہ کرے گا۔

دوسرا واقعہ:

اسی طرح ”مدارج النبوة“ میں ہے کہ حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابولہب کے دو بیٹوں یعنی عتبہ و عتیبہ کے نکاح میں تھیں۔ کیونکہ اس وقت مشرکین سے نکاح حرام نہ ہوا تھا۔ جب سورہ تبت نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے ان دونوں بیٹوں سے کہا محمد ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دے دو! ورنہ میں تم کو اپنی میراث سے محروم کر دوں گا۔

چنانچہ عتبہ نے تو بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر معذرت کر کے طلاق دی، اور عتبہ نے گستاخی سے طلاق دی۔ اللہ کے محبوب نے فرمایا کہ اے اللہ اپنے کسی گتے کو مقرر فرما جو اس کو سزا دے! عتبہ یہ سن کر کانپ گیا آکر ابولہب سے کہا۔ ابولہب بولا اب میرے بیٹے عتبہ کی خیر نہیں کہ محمد ﷺ کی بددعا اسکے پیچھے پڑ گئی۔ ہر طرح اس کی نگرانی رکھنے لگا۔ یہ ہی عتبہ ایک بار تجارتی قافلہ کا سردار ہو کر شام کو چلا۔ ابولہب نے اپنے غلاموں کو وصیت کی کہ عتبہ کو اپنے بیچ میں سلایا کریں! ایک جگہ رات کو قافلہ والے سو رہے تھے کہ جھاڑی سے ایک شیر نکلا ہر ایک کا منہ سوگھتا، پھر اس کو سوگھ کر چھوڑ دیتا مگر عتبہ کا منہ سوگھ کر اس کو چھاڑ ڈالا۔ (۲)

معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں بے ادبی کر نیوالوں کے منہ سے ایسی بدبو نکلتی ہے کہ جس کو جانور معلوم کر لیتے ہیں کہ گستاخ کا منہ یہ ہے۔

بارگاہِ نبوی کے ایک مقبول کا واقعہ:

اب مقبولین بارگاہ کا حال بھی سنتے چلو! حضرت سفینہ جو حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے ایک بار کفار کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے، کچھ روز بعد انہیں خبر ملی کہ لشکر اسلام اس علاقہ میں آیا

۱: ”الجامع الصحیح“ البخاری ”کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، حدیث: ۳۶۱۴، (۵۱۱/۱) طبع قدیمی کتب خانہ، کراچی۔
۲: ”مدارج النبوة“ للشیخ المحقق ”قسم پنجم، باب اول در ذکر اولاد، وصل: دختران آنحضرت ﷺ“، (۴۵۹، ۴۵۸/۲)، طبع مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر۔ ”دلائل النبوة“ ابو نعیم الاصبہانی ”الفصل الرابع والعشرون: ذکر اخبار فی امور شتی دعا بها رسول اللہ ﷺ فاستجیب، حدیث: ۳۸۳، ۳۸۲“ (۴۵۸ تا ۴۵۹، طبع دار الفکر، بیروت)

ہوا ہے رات کو موقع پا کر جیل خانہ سے نکل بھاگے۔ دوڑے جارہے تھے کہ اچانک جھاڑی سے ایک شیر نکلا۔ آپ نے اس سے کہا اے شیر! میں رسول اللہ کا غلام ہوں، راہ بھولا ہوا ہوں یہ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا آگے آگے ہولیا، اور راستہ دکھا کر بلکہ لشکر تک پہنچا کر واپس ہوا۔ (دیکھو مشکوٰۃ باب الکرامات) (۱)

یہ دو تین واقعات اہل ایمان کی عبرت کیلئے کافی ہیں مسلمانوں کو لازم ہے کہ عظمت رسول کے گیت گایا کریں۔ اپنے بچوں کو اس کی تعلیم دیں اور واعظین و علماء کو چاہئے کہ مسلمانوں کو یہ باتیں سکھائیں۔ یقین کرو! کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت میں اسلام کی عزت ہے۔ کیونکہ مکان کی عزت مکان والے کی عزت سے، اور کام کی وقعت کام والے کی وقعت سے ظاہر ہوتی ہے۔

ایک عبرتناک تمثیل جس سے نام کے مسلمان گستاخوں کو سبق سیکھنا چاہئے:

مثال کے طور پر سمجھو کہ ایک جلسہ میں ہندو، عیسائی، یہودی اور مسلمان جمع ہوں۔ ہندو اٹھ کر کہے:

”میرا رام چندر وہ قوت والا ہے جس نے سیتا سے شادی کرنے کیلئے ایک بھاری کمان کو دو ٹکڑے کر دیا۔“

عیسائی اٹھ کر کہے کہ:

”میرے مذہب کے بانی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ شان تھی کہ انہوں نے مردوں کو زندہ کر کے اپنا کلمہ پڑھوا لیا۔“

یہودی اٹھ کر کہے کہ:

”میرے بانی مذہب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ شان تھی کہ انہوں نے پتھر پر عصا مار کر پانی کے چشمے نکال دیئے۔“

مگر آپ اٹھ کر وہ کہیں جو مولوی اسماعیل اور دیوبندی خلیل نے لکھا کہ:

”میرے نبی تو بندہ مجبور تھے، ان کو تو دیوار کے پیچھے کا علم

بھی نہ تھا۔ وہ تو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر تھے، ان کا علم تو شیطان اور ملک الموت کے علم سے بھی کم تھا۔“

تو بتاؤ کہ تم نے اسلام کی تعظیم کی یا توہین؟ وہ لوگ سن کر یہی کہیں گے کہ ایسے اسلام کو ہمارا ذورہی سے سلام ہے، جس کے پیشوا کی مجبوری یا بے کسی کا یہ عالم ہو۔ ہاں اس موقع پر کوئی مجھ جیسا فقیر نیاز مند ہو وہ تڑپ کر کہے گا کہ:

”اے ہندو! اگر رام چندر نے ایک بھاری کمان کو توڑ ڈالا ہے، تو ذرا میرے مصطفیٰ ﷺ کی خداداد قدرت کو تو دیکھ کہ انہوں نے انگلی پاک کے اشارے سے پورے چاند کو توڑ کر دو کمانیں کر دیا۔ اور اے عیسائی! اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے جان مردوں میں جان ڈالی، تو میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خداداد قوت دیکھ کہ جنہوں نے سوکھی لکڑیاں اور جنگل کے درختوں اور کنکروں سے اپنا کلمہ پڑھوا لیا، اور اے یہود! حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پتھر میں سے پانی نکالا، تو میرے مصطفیٰ ﷺ کی شان بھی دیکھ جنہوں نے انگلیوں سے پانی کے چشمے نکال دیئے۔“

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ!

غرضیکہ اسلام کی شوکت دکھانے کیلئے بانی اسلام ﷺ کی شوکت دکھانا از بس ضروری ہے۔ مگر افسوس کہ اس زمانے کے بعض مسلم نما مرتدین اس رمز کو نہ سمجھے۔ شیطان نے ان کو یہ بتایا کہ انبیاء کی عزت بیان کرنے سے خدا کی توہین ہوگی۔ ان عقلمندوں نے ابلیسی توحید کو اسلامی توحید سمجھا۔ توحید خدا کیلئے توہین مصطفیٰ ضروری ہے۔ یہی تو ابلیس نے کہا تھا حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت رب کی قدرت کا مظہر ہے۔ شاگرد کی قابلیت سے استاد کی قابلیت کا پتہ چلتا ہے اور چیز کے جمال سے بنانے والے کا کمال معلوم ہوتا ہے جب اللہ کے محبوب کی عظمت کا خیال ہوگا تو یہی کہنا پڑے گا کہ اے مصطفیٰ

۱: ”مشکوٰۃ المصابیح“ الخطیب التبریزی ”باب الکرامات، الفصل الثانی، حدیث: ۵۹۴۹“ (ص: ۵۴۵)، طبع نور محمد اصح المطابع، کراچی۔ و ”المستدرک علی الصحیحین“: الحاکم ”کتاب معرفۃ الصحابة، ذکر سفینۃ مولیٰ رسول اللہ ﷺ“، (۶۰۶/۳)، طبع دار الکتاب العربی، بیروت۔

ﷺ! آپ کے رب کی قدرت کے قربان کہ جس نے ایسے کمال والے کو پیدا فرمایا۔

سلطنتِ مصطفیٰ در مملکتِ کبریا کا سبب تحریر:

اس بات کا لحاظ رکھتے ہوئے فقیر نے ایک کتاب ”شانِ حبیب الرحمن از آیات القرآن“ اور ایک کتاب ”جاء الحق“ لکھی۔ بفضلِ تعالیٰ وہ ملک میں ایسی مقبول ہوئیں کہ مجھے اس قدر امید بھی نہ تھی۔ ہندوستان کے ہر خطے میں پہنچی اور اہلسنت نے اپنی محبت کا اظہار کیا، اور خوشنودی کے خطوط لکھے، دعائیں دیں۔ کسی دیوبندی یا وہابی کو اعتراض کرنے کی ہمت و جرأت نہ ہوئی۔ بلکہ خدا کے فضل سے بہت سے دیوبندی ان کتابوں کو دیکھ کر دیوبندیت سے توبہ کر کے مسلمان ہو گئے ”الْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ“ لیکن بعض اہل سنت کا اصرار ہوا کہ ”جاء الحق“ میں تقریباً تمام مسائل تو آگئے مگر تین مسئلے نہ آئے جن کی اس وقت ضرورت ہے۔ ایک تو ”سلطنتِ مصطفیٰ“ کیونکہ دیوبندی اور وہابی جہاں حضور کے تمام کمالات کے منکر ہیں وہاں اس کے بھی منکر ہیں۔ اور ”قرآن شریف“ میں جو آیات بتوں کی مجبوری و مقہوری کے لئے آتی ہیں، وہ انبیاء پر چسپاں کرتے ہیں، اور بت پرستوں کی آیات کو مسلمانوں کیلئے پڑھتے ہیں۔ بلکہ ان کو سارے ”قرآن مجید“ میں صرف یہی آیت نظر آئی:

”إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ“ (۱)

دوسرے ”میں رکعت تراویح“ کیونکہ مولوی رشید احمد صاحب نے اس پر جو کتاب لکھی ”الرأی الخ“ اس سے اور مغالطہ بڑھتا ہے۔

تیسرے مسئلہ ”عصمتِ انبیاء“ کیونکہ کانپور سے ایک شخص برابر اس کے مخالف مضامین شائع کر رہا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نعوذ باللہ گنہگار مشرک تھے بعد کو توبہ کی۔ میں نے ان مضامین کو اپنے رب کے کرم سے لکھ تو لیا مگر اس خیال میں رہا کہ ”جاء الحق“ کے دوسرے ایڈیشن میں یہ مسائل بڑھادیئے جائیں گے۔ لیکن میرے محترم دوست منشی احمد دین صاحب نے بہت زور دیا

کہ ”سلطنتِ مصطفیٰ“ بہت جلد شائع کر دی جائے اس کی سخت ضرورت ہے اور بہت مانگ ہے۔ لہذا تو کلاً علی اللہ اس کی تیاری کر دی۔ تیاری تو کر دی مگر اپنی بے بضاعتی اور کم علمی پر نظر کرتے ہوئے ہمت ٹوٹی تھی، لیکن اعلیٰ حضرت کے ان اشعار نے ہمت بندھادی۔

ٹوٹی آس بندھاتے یہ ہیں
چھوٹی نبضیں چلاتے ہیں
ڈوبی ناؤ تراتے یہ ہیں
ہلتی نیویں جماتے یہ ہیں
فیض جمیل خلیل سے پوچھو
آگ میں باغ کھلاتے یہ ہیں

نہ وہ کام میری طاقت سے ہوا، اور نہ یہ میری قوت سے ہوگا بلکہ وہ محبوب جس سے چاہیں اپنا کام لے لیں۔

تم تو جس خاک کو چاہو وہ بنے بندہ پاک
میں نبی کس کو بناؤں جو خفا تم ہو جاؤ
اس کا کتاب کا نام ”سلطنتِ مصطفیٰ در مملکتِ کبریا“ رکھتا ہوں اور اس کا بھی وہی طریقہ ہوگا جو ”جاء الحق“ کا ہے۔ دو باب میں یہ مسئلہ بیان کیا جائے گا۔ پہلے باب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بادشاہی کا ثبوت ہے دوسرے باب میں اس پر مخالفین کے اعتراضات و جوابات۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ وَہُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

احمد یار خاں نعیمی اشرفی اوجھانوی
مہتمم مدرسہ غوثیہ نعیمیہ گجرات (پنجاب)
۲۲ ذیقعدۃ الحرام ۱۴۲۲ھ یوم یکشنبہ

۱: ”القرآن“: سورة الکہف، (۱۸: ۱۱۰)۔

مقامِ مصطفیٰ ﷺ

مبارک پڑھ لیجئے!

حدیث پاک: ۱

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں کہ اچانک سید دو عالم رحمت کائنات ﷺ تشریف لے آئے:

”فلما راہ ابوبکر ذہب لیتا خر۔“

(”صحیح مسلم“ صفحہ: ۷۸، جلد: ۱)

یعنی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھاتے ہوئے سر کا ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔

دوسری جماعت والے کہتے ہیں نماز میں خیال لانا..... معاذ اللہ کیا بار بار رکھوں۔

اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیال لانا کجا نماز پڑھتے ہوئے سر کا کو (ﷺ) دیکھنا شروع کر دیا۔

حدیث پاک: ۲

سیدنا انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم ﷺ کی علالت کے ایام میں نماز میں پڑھایا کرتے تھے۔ پھر کادن ہے نمازی صفیں باندھے کھڑے ہیں کہ اچانک رسول اللہ ﷺ نے حجرہ مبارکہ سے پردہ ہٹایا اور ہماری طرف دیکھنا شروع کر دیا، ہم نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ کا چہرہ جیسے مصحف شریف کا ورق ہے پھر سرکار نے تمسم فرمایا تو ہم مہبوت ہو گئے۔ حالانکہ ہم نماز میں تھے:

”فمہتتا ونحن فی الصلاة۔“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

.....کنشتہ سے پھوستہ.....

اور اسی لئے کہ دوسری جماعت والے اس بے عیب ذات تاجدارِ مدینہ ﷺ کی شانِ رفیع میں تنقیص کرتے رہتے ہیں یہ ہدیان الا پا گیا ہے کہ نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال لانا میل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔

العیاذ باللہ العظیم العیاذ باللہ العظیم

لیکن حزب اللہ والے (رحمن کی جماعت والے) فرماتے ہیں کہ نماز میں قصدِ ارحمت کائنات ﷺ کا خیال لاؤ تا کہ تمہاری نماز پوری ہو جائے۔

چنانچہ سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

”واحضر فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وشحضہ الکریم وقل السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ برکاتہ۔“ (احیاء العلوم)

”یعنی اے نمازی جب تو نماز پڑھے اور قعدہ میں ”اَسَلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ“ پر پہنچے تو اپنے دل میں اپنے آقا تاجدارِ مدینہ ﷺ کو حاضر جان کر سلام عرض کر۔“

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی جماعت حزب اللہ میں ہی رکھے۔ پھر ذرا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا کردار بھی دیکھ لیں کہ وہ اپنی نمازوں میں کس والہانہ انداز میں اپنے آقا حبیب خدا ﷺ کا خیال مبارک لاتے تھے اور صرف خیال ہی نہیں لاتے تھے بلکہ وہ تو اپنی نمازوں میں جی بھر کر دیدار کیا کرتے۔ چند احادیث

تو دوزخ کی ہوا خوری کے لئے تیار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ”قرآن مجید“ فرقانِ حمید“ میں صاف صاف فرما دیا ہے کہ:

”اے شیطان جو بندہ بھی تیری جماعت میں شامل ہوگا تیرے پیچھے چلے گا اس کو تیرا ساتھ ہی دوزخ میں پھینکوں۔“

”لَا مَلْئَنَ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ۔“ اسی لئے شیطان بندوں کو اپنی جماعت میں شامل کرتا ہے تاکہ وہ بھی دوزخی بن جائیں:

”إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ۔“

متنبیہ:

اے میرے مسلمان بھائی اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کی امت کو ان کی معمولی کوتاہیوں کی وجہ سے دوزخ میں نہیں پھینکے گا:

”وَيَغْفِرُ عَنْ كَثِيرٍ۔“

بلکہ جو لوگ اس کے حبیب ﷺ کے نیاز مند ہو گئے ان کے چھوٹے بڑے سارے گناہ معاف فرما دے گا:

”قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔“

ہاں اس امت کے ان افراد کو دوزخ میں پھینکے گا جو اس کے حبیب ﷺ کی شان میں بے ادبیوں کے مرتکب ہوئے اور بے ادبوں کا ساتھ دیا:

”أَنْ تَحْبِطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ۔“

”یعنی خبردار آواز میں میرے حبیب کی شان میں بے ادبی ہوگئی تو ساری نیکیاں ملیا میٹ کر دی جائیں گی اور تم گمان کرتے ہو گے کہ ہم نے اتنے وعظ کئے اتنی تبلیغیں کیں اتنے چلے کئے اتنی کتابیں لکھی ہیں کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ العیاذ باللہ العظیم

لہذا میری مسلمان بھائیوں سے اپیل ہے کہ جن علماء نے معمولی سی بھی بے ادبی کی ہے ان کو چھوڑ دیں ان سے الگ ہو جائیں ورنہ پچھتاوے کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوگا پھر یہ کہ بہت سارے

اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا تو جان جہاں ﷺ نے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمایا:

”فَاشَارَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ أَنْ اتَّمُوا أَصْلَاتَكُمْ۔“

(”صحیح مسلم“ صفحہ: ۱۴۹، جلد: ۱)

یعنی اپنی نمازیں پوری کرو۔

حدیث پاک: ۳

دوسری جماعت والے کہتے ہیں کہ نماز میں نبی کا خیال لانا مگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین لانا کجا نماز میں جی بھر کر سرکار کے چہرہ انور کو دیکھتے تھے:

”مَانْظَرْنَا مَنْظَرًا قَطُّ كَانَ أَعْجَبَ إِلَيْنَا مِنْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔“

(”صحیح مسلم“ صفحہ: ۱۴۹، جلد: ۱)

”یعنی ہم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے ایسا عجیب تر منظر کبھی نہیں دیکھا جیسا کہ نماز میں اپنے آقا ﷺ کے چہرہ انور کا منظر تھا۔

بین تفاوت راہ ہست از کجا تا کجا

ناصرانہ اپیل

اے میرے مسلمان بھائی اے میرے آقا کے امتی میں نے آپ کے سامنے اکابر اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال مبارکہ بھی پیش کر دیئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی شان رفیع میں تنقیص و توہین کرنے والوں کے اقوال خفیہ بھی پیش کر دیئے ہیں۔ اب آپ نے فیصلہ کرنا ہے کہ کس کے پیچھے چلنا ہے۔ اگر ولیوں، قطبوں، غوثوں کے دام کرم کے ساتھ وابستہ ہو گئے تو جنت کی بہاریں آپ کا استقبال کریں گی کیونکہ قانون ہے:

”المرء مع من احب۔“

”انسان جس کے ساتھ محبت کرے گا وہ اسی کے ساتھ ہوگا۔“

اور اگر آپ نے دوسری جماعت والوں کے ساتھ چلنا ہے

مسلمان جو کہ میرے گمان کے مطابق نوے فیصد ہیں شیطان کے بہکانے سے برملا کہتے ہیں کہ جی سارے ہی ٹھیک ہیں سارے علماء قرآن و حدیث ہی پڑھتے ہیں۔ گویا شیطان ان سے اس سچے اور صادق و مصدق رسول ﷺ کو معاذ اللہ جھوٹا کہلانا چاہتا ہے کیونکہ اس اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

”بنی اسرائیل کے بہتر (۷۲) فرقے ہوئے لیکن میری امت کے بہتر (۷۳) فرقے ہوں گے لیکن ان میں سے جنت صرف ایک جائے گا۔ اور باقی سب دوزخ جائیں گے اور یہ حدیث پاک سچی اور کھری ہے پڑھ کر دیکھیں ”جنتی گروہ“ یا ”راہ نجات“۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو شیطان کے دسیسہ کاریوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

بیدار کن واقعہ: ۱

علامہ زنجیری جو کہ اہلسنت کے بہت بڑے عالم دین تھے بڑی بڑی کتابوں کے مصنف ہوئے انکی تصنیفات میں سے ”تفسیر کشاف“ جو کہ بڑی بڑی چار جلدوں پر محیط ہے اس علامہ زنجیری نے اپنا عقیدہ بدل لیا اور وہ معتزلی ہو گیا تو وہ دوزخی بن گیا اس کا اظہار یوں ہوا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے صاحبزادے خواجہ صدر الدین عارف جبکہ اپنی طالب علمی کے زمانہ میں تھے اسی علامہ زنجیری کی علم نحو میں تصنیف شدہ کتاب مفصل دیکھی اور شوق پیدا ہوا کہ اس کو پڑھوں۔ اپنے والد ماجد خواجہ ملتانی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اجازت ہو تو میں مفصل پڑھ لوں قبلہ والد صاحب نے فرمایا آج رات صبر کرو صبح کو بتائیں گے اور جب رات کو صاحبزادہ صاحب سوئے تو دیکھا کہ ایک شخص زنجیروں میں جکڑ کر لئے جارہے ہیں، صاحبزادہ صاحب نے پوچھا یہ کون ہے؟ جواب ملا یہ مفصل کا مصنف علامہ زنجیری ہے اسے دوزخ لئے جارہے ہیں۔

اس سے واضح ہوا کہ جس کا عقیدہ اہلسنت و جماعت کے خلاف ہوا وہ دوزخی ہے خواہ وہ کتنا بڑا عالم ہو۔

بیدار کن واقعہ: ۲

سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ میں خلق

قرآن کا فتنہ کھڑا ہو گیا اور وقت کا خلیفہ بھی معتزلیوں کے جھانے میں آ کر سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مخالفت پر اتر آیا اور پھر مولوی بشر مرہبی نے بھی خلیفہ کی حمایت میں سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ مقابلے اور مناظرے شروع کر دیئے پھر جب بشر مرہبی مر گیا اور اسے قبرستان میں دفن کیا گیا اسی قبرستان میں ایک نوجوان پہلے کا فوت شدہ اپنے کسی عزیز کو خواب میں ملا اس نے دیکھا کہ اس مدفون کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے ہیں اس نے قبر والے سے پوچھا کہ جب تو فوت ہوا تو تیرے بال سیاہ تھے اب یہ سفید کیوں ہو گئے ہیں قبرستان والے نے بتایا کہ اس قبرستان میں اتنے ہزار مدفون ہیں اپنے اپنے عملوں کے مطابق جزا تھی لیکن جب مولوی بشر مرہبی اس قبرستان میں دفن ہوا تو دوزخ نے اس پر ایسی چنگاڑ ماری کہ سارے قبرستان والوں کے اس چنگاڑ کی وجہ سے بال سفید ہو گئے ہیں۔

(”تفسیر روح البیان“ صفحہ: ۲۱۶، جلد: ۱۰)

یہ ہے وبال بد عقیدہ ہو جانے کا۔ حالانکہ یہی بشر مرہبی سیدنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شاگرد تھا۔ لیکن عقیدہ بدلنے سے وہ مار پڑی جس کا وبال سارے قبرستان والوں کو بھگتنا پڑا۔ الامان الحفیظ

اے میرے عزیز عقیدہ درست رکھ اور یہ کہنا چھوڑ دے کہ سارے ہی ٹھیک ہیں۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا

برہان دس

سادقن الشیطان

هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ - (۱)
 ”وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان
 کا گروہ نکلے گا۔“

ایک حدیث میں یوں ارشاد فرمایا:
 ”وَلَهَا تِسْعَةُ عَشَرَ الشَّرِّ - (۲)
 ”ہاں دس میں سے نو حصے شر ہوگا۔“
 امام بخاری، مسلم، نسائی، احمد بن حنبل، بیہقی نے حضرت علی،
 ابن ماجہ، ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حسام الدین الہندی
 نے ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا:
 ”وَأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ سَيُخْرِجُ قَوْمٌ فِي
 آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفْهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مَنْ
 خَيْرُ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يَجَاوِزُ إِيْمَانَهُمْ حَتَّى جَرَّهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ
 كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ“ - (۳)
 ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط
 تنویر البرہان فی ردِّ قَرْنِ الشَّيْطَانِ
 برطانیہ کی آشیر باد سے وجود میں آنے والی سعودی نجدی حکومت
 نے برسرِ اقتدار آتے ہی اپنے ذہنی فتور کی وجہ سے شرک کی آڑ میں صحابہ
 کرام، ازواجِ مطہرات اور اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے
 مزارات کو زمین بوس کر دیا جس پر تمام عالمِ اسلام سراپا احتجاج بن
 گیا لیکن نجدیوں کے کانوں پر جوں بھی نہ رسائی۔ دانائے غیوب، آقا
 دو جہاں، تاجدارِ مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے پہلے ہی اپنی اُمت
 کو اس فتنے سے خبردار کر دیا تھا۔ ایک دن رحمۃ اللعالمین ﷺ کا دریاے
 رحمت جوش میں تھا آپ نے شام اور یمن کے لیے برکت کی دعا فرمائی
 کسی نے نجد کے لیے بھی کہا آپ نے دوسری بار پھر شام اور یمن کے
 لیے برکت کی دعا فرمائی لیکن نجد کے لیے نہ فرمائی، پھر نجد کے لیے بھی
 دعا کرنے کے لیے کہا گیا آپ نے تیسری بار شام اور یمن کے لیے
 برکت کی دعا فرمائی لیکن نجد کے لیے نہ فرمائی اور پھر فرمایا:

۱: أخرجه البخاری فی الصحيح ۳۵۱/۱، باب: ما قيل فی الزلازل والآيات، رقم: ۲۵۹۸/۲، ۹۹۰، باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفتنۃ من
 المشرق، رقم: ۲۲۸۱ دار ابن کثیر بیروت، والتبریزی فی مشکوٰۃ المصابیح ۱/۲۶۲، رقم: ۲۲۴۱ المکتبۃ الإسلامی بیروت، وعینی فی
 عمدة القاری ۵۸/۴، باب: ما قيل فی الزلازل والآيات، رقم: ۴۳۰۱ دار احیاء التراث العربی بیروت.
 ۲: أخرجه احمد بن حنبل فی المسند ۹۰/۲، رقم: ۵۲۴۲ مؤسسة قرطبة مصر.
 ۳: أخرجه البخاری فی الصحيح ۲۵۳۹/۲، باب: قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة علیہم، رقم: ۲۵۳۱ دار ابن کثیر بیروت، ومسلم
 فی الصحيح ۴۲۶/۲، باب: التحریض علی قتل الخوارج، رقم: ۱۰۲۶ دار احیاء التراث العربی بیروت، وابن ماجہ فی
 السنن ۵۹/۱، باب: ذکر الخوارج، رقم: ۱۶۸۱ دار الفکر بیروت، والترمذی فی السنن ۳۸۱/۲، باب: فی صفة المارقة، رقم: ۲۱۸۸ دار احیاء التراث العربی
 بیروت، ونسائی فی السنن ۱۲۰/۵، ۳۱۲/۲، باب: من شہر سیفہ ثم وضعہ فی الناس، ذکر ما خص به علی من قتال
 المارقین، رقم: ۸۵۲۳، ۳۵۲۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت، وأحمد بن حنبل فی المسند ۱/۱۱۳، ۱/۱۳۱، رقم: ۱۰۸۶، ۹۱۲، ۹۱۱ مؤسسة قرطبة
 مصر، وبیہقی فی السنن الکبریٰ ۱۴۰/۸، باب: ماجاء فی قتال اهل البغی والخوارج، رقم: ۱۶۴۴ مکتبۃ دار البازمکۃ المکرمة، وحسام الدین
 الہندی فی کنز العمال ۱۳۹/۱، باب: تنتمۃ فتن الخوارج، رقم: ۳۱۵۹۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت.

آخر زمانے میں ایک قوم ظاہر ہوگی جو نو عمر اور کم عقل ہوں گے وہ حضور ﷺ کی احادیث بیان کریں گے لیکن ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے یوں خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔“

”عن أبي سعيدٍ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ قَوْمًا يَكُونُونَ فِي أُمَّتِهِ يَخْرُجُونَ فِي فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ سَيِّمَاهُمُ التَّحَالُفُ قَالَ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ أَوْ مِنْ أَشَرِّ الْخَلْقِ“ (۴)

”حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قوم کا ذکر فرمایا جو آپ ﷺ کی امت میں ہوگی، جب لوگوں میں فرقہ بندی ہوگی تو اس وقت اس کا ظہور ہوگا ان کی پہچان سرمنڈانا ہوگی اور وہ مخلوق میں سب سے بدتر یا بدترین ہوں گے۔“

چنانچہ جو بھی شخص محمد بن عبد الوہاب کے مذہب میں داخل ہوتا تو وہ اسے سرمنڈانے کا حکم دیتا تھا اور کہتا تھا یہ زمانہ کفر کے بال ہیں اس لیے ان کو منڈانا ضروری ہے۔ ایک عورت کو بھی سرمنڈانے کا حکم دیا تو اس نے کہا کہ مردوں کو داڑھیاں منڈانے کا بھی حکم دو کیونکہ یہ بھی زمانہ کفر کے بال ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کی نشانی یوں بیان فرماتے تھے:

”وكان بن عمر يراهمُ شرارَ خلقِ اللهِ وقال إنهم أنطلقوا إلى آياتِ نزلت في الكفار فجعلوا هاعلى المؤمنين“ (۵)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے کیونکہ انھوں نے کفار کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کو مومنین پر چسپاں کیا۔“

چنانچہ محمد بن عبد الوہاب نے ایک کتاب ”کتاب التوحید“ لکھی اس کتاب میں اس نے کفار کے بارے میں نازل ہونے والی

آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کر کے چودہ سو سال سے پوری امت کو مشرک قرار دیا۔ (لاحول ولا قوۃ)

پاکستان میں انہی سعودی نجدیوں کے پیروڈالراور ریالوں پر پلنے والے ٹٹھی بھروہابی نجدی سعودیوں کی اس مذموم کاروائی کو جائز ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور اپنے سیاہ نامہ اعمال کو مزید سیاہ کر رہے ہیں۔ اس کی واضح مثال جہلم سے شائع ہونے والے مجلہ ”حرین“ میں ”کلمۃ الحرین“ کے تحت رئیس التحریر مجلہ حرین عبدالحمید عامر کی طرف سے لکھے جانے والے ادارے ہیں۔

چنانچہ رمضان، شوال ۱۴۳۱ھ بمطابق ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۰ء کے شمارے میں ”حرین شریفین سے مظاہر شرک کی دوبار تظہیر“ کا عنوان قائم کر کے لکھا ہے:

”نکتہ یہ تھا کہ علامات شرک کی موجودگی میں توحید کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ادھر سے فارغ ہوئے تو علی کو حکم دیا کہ شہر خموشاں کی قبور کو زمین کے برابر کر دیں تاکہ قبر پرستی کا کوئی موقع باقی نہ رہے..... اسی حکومت (سلطنت عثمانیہ) کے تحت آخری دور میں پورے عالم اسلام کے چپہ چپہ پر غیر اللہ کے دربار بن گئے اور بیک وقت اللہ اور غیر اللہ کی عبادت اور حاکمیت کا وہ رواج پھر سے زندہ ہو گیا جسے حضور ﷺ نے مٹایا تھا..... یہی وہ دور تھا جس میں محمد بن عبد الوہاب نے ایک بار پھر توحید کا نغمہ گایا اور فرزند ان توحید کو بھولا ہوا سبق یاد کرایا۔ اسی دور میں شریف مکہ حسین اور آل سعود کے مورث اعلیٰ بادشاہ عبدالعزیز کے درمیان جنگ جاری تھی۔ شیخ موصوف نے اپنی توحید پرست جماعت کی حمایت بادشاہ عبدالعزیز کو اس شرط پر پیش کر دی کہ کامیابی کے بعد وہ ان تمام مظاہر کو مٹا دیں گے جو آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین کے دور میں نہ تھے چنانچہ آل سعود کو کامیابی ہوئی اور سعودی حکمرانوں نے رفتہ رفتہ اپنے عمل تظہیر سے سرزمین اسلام کو تمام شرکیہ نشانات سے پاک کر دیا۔ قبور کو اسی طرح برابر

۴: أخرجه مسلم في الصحيح ۴/۵۲ باب: ذكر الخوارج وصفاتهم، رقم ۱۰۶۲ دار إحياء التراث العربی بیروت. واحمد بن حنبل في المسند ۵/۳ باب: مسند أبي سعيد الخدری، رقم ۱۰۳۱ مؤسسة قرطبة مصر.
۵: أخرجه البخاری في الصحيح ۲۵۴۹/۲ باب: قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة علیهم، رقم ۲۵۳۰ دار ابن کثیر بیروت.

کر دیا جس طرح بحکم نبی ﷺ حضرت علی نے کیا تھا۔ چار مصلے اٹھوا کر محمد عربی کا واحد مصلیٰ بچھوایا۔ یہ کار خیر اتنا عظیم تھا کہ اہل توحید نے روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔“

عبد الحمید عامروہابی نجدی کی یہ عبارت پڑھنے کے بعد بے اختیار حضور ﷺ کا یہ ارشاد یاد آتا ہے:

”إِذَا لَمْ تَسْتَحْيَ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔“ (۶)

”اگر تجھے حیاء نہیں تو جو جی میں آئے کہو۔“

حضور اکرم ﷺ کی امت کی طرف سے شرک کا

خوف نہ تھا:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَتَخَوَّفُ عَلَى أُمَّتِي الشِّرْكَ وَالشَّهْوَةَ الْخَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَشْرِكُ أُمَّتَكَ مِنْ مَّ بَعْدِكَ قَالَ نَعَمْ أَمَّا أَنَّهُمْ لَا يَعْبُدُونَ شَمْسًا وَلَا قَمَرًا وَلَا حَجَرًا وَلَا وَثَنًا وَلَكِنْ يَرَاءُونَ بَأْعْمَالَهُمْ۔“ (۷)

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ میں اپنی امت پر شرک اور خفیہ شہوت سے ڈرتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرے گی؟ فرمایا ہاں، لیکن وہ سورج یا چاند یا پتھروں یا بتوں کو نہیں پوجیں گے بلکہ اپنے اعمال کو دکھائیں گے۔“

حضور ﷺ تو اپنی: ”وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ۔ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ“ والی زبان سے اعلان فرما رہے ہیں کہ میری امت سورج یا چاند یا پتھروں یا بتوں کو نہیں پوجے گی جبکہ وہابی بے حیاء کہتا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد پوری امت میں غیر اللہ کی عبادت کا رواج زندہ ہو گیا۔ اسی لیے تو مولانا خیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (والد ماجد ابوالکلام آزاد) فرمایا کرتے تھے۔

وہابی بے حیاء جھوٹے ہیں یارو

تڑا تڑا جوتیاں تم ان کو مارو
عبد الحمید عامر سے سوال ہے کہ بتاؤ درج ذیل حدیث کا مصداق کون ہے؟

”حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ الصَّلْتِ بْنِ بَهْرَامٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا جَنْدُبُ بْنُ جَبَلٍ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ أَنَّ حُدَيْفَةَ يَعْنِي بَنَ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ قَرَأَ الْقُرْآنَ حَتَّى إِذَا رُوِيَ بِهِ جَنَّتْ عَلَيْهِ وَكَانَ رَدَّ الْإِسْلَامَ اعْتَرَاهُ إِلَى مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْسَلَخَ مِنْهُ وَنَبَذَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ وَسَعَى عَلَى جَارِهِ بِالسَّيْفِ وَرَمَاهُ بِالشَّرْكِ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَيُّهُمَا أَوْلَىٰ بِالشَّرْكِ الْمُرْمِي أَوِ الرَّامِي قَالَ بَلِ الرَّامِي هَذَا إِسْنَادٌ جَيِّدٌ۔“ (۸)

”حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم سب سے زیادہ اس سے ڈرتا ہوں جو قرآن پڑھ لے گا جو اسلام کی چادر اوڑھے ہوئے ہوگا اور دینی ترقی پر ہوگا کہ ایک دم اس سے ہٹ جائے گا، اسے پس پشت ڈال دے گا، اپنے پڑوسی پر تلوار لے دوڑے گا اور اسے شرک کی تہمت لگائے گا، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! شرک ہونے کے زیادہ قابل کون ہوگا؟ یہ تہمت لگانے والا؟ یا وہ جسے تہمت لگا رہا ہے، فرمایا نہیں بلکہ تہمت دھرنے والا۔ اس کی اسناد جید ہیں۔“

اور اب جمادی الثانیہ، رجب ۱۴۳۲ھ بمطابق مئی، جون ۲۰۱۱ء کے شمارے میں ”انہدام قبور..... اور شیعوں کی سعودیہ دشمنی!“ کا عنوان قائم کر کے لکھا ہے:

”ہم نے یہ تمہید یہ کہنے کے لیے باندھی ہے کہ انہدام قبور واقعی اگر کوئی جرم تھا تو یہ جرم محمد بن عبدالوہاب یا آل سعود سے سرزد نہیں ہوا تھا۔ یہ جرم نہ تھا اور نہ ہے بلکہ یہ سنت علوی ہے جو سیدنا علی

۶: أخرجه البخاری فی الصحيح ۲۲۸۸/۵، ۱۲۸۴/۳ باب: حديث الغار، اذا لم تستح فاصنع ما شئت، رقم ۵۷۹۶، ۵۷۹۷ دار ابن كثير بيروت. والتبریزی فی مشکوٰۃ المصابيح ۱۲۰۴/۳، باب: الرفق والحياء وحسن الخلق، رقم ۵۰۴۲ المكتبة الإسلامية بيروت.
۷: أخرجه احمد بن حنبل فی المسند ۱۲۳/۴، رقم ۱۷۱۱ مؤسسة قرطبة مصر.
۸: أخرجه ابن كثير فی تفسير القرآن ۲۶۶/۲ سورة اعراف ۱۷۵، ۱۷۷ دار الفكر بيروت.

نے حکم پیغمبر، چشمان پیغمبر کے سامنے قائم کی تھی۔“

عبدالحمید عامر کو حضور ﷺ کی یہ بشارت مبارک ہو:

”مَنْ كَذَبَ عَلَى مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ

النَّارِ“ (۹)

حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کسی مسلمان کی قبر کو منہدم کرنے کا حکم نہیں دیا۔

”قَالَ خَارِجَةُ بِنُ زَيْدٍ رَأَيْتُنِي وَنَحْنُ شَبَابٌ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَإِنَّا أَشَدُّنَا وَثْبَةً الَّذِي يُغِبُّ قَبْرَ عُثْمَانَ بَنِ مَطْعُونٍ حَتَّى يُجَاوِزَهُ“ (۱۰)

”حضرت خارجہ بن زید فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عثمان (ابن عفان) کے دور میں تھے اور ہم میں بڑا پھلانگنے والا وہ تھا جو حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا۔“

حضرت عثمان بن مظعون نے زمانہ نبوی ہی میں وفات پائی اور آپ کو حضور ﷺ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے دفن کیا حیرت ہے حضور ﷺ تو اپنے صحابی کی قبر اتنی اونچی بنائیں کہ حضرت خارجہ فرماتے ہیں کہ ہم میں بڑا پھلانگنے والا وہ تھا جو حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا اور یہ وہابی آج فتوے دے رہے ہیں کہ قبروں کو منہدم کرنا سنت علوی ہے:

”وَكَمَا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ضَرَبَتْ أُمُّرَاتُهُ الْقَبْرَةَ عَلَى قَبْرِهِ سَنَةً“ (۱۱)

”حضرت حسن (ثنی) بن حسن بن علی کا انتقال ہو گیا تو ان کی زوجہ نے ایک سال تک ان کی قبر پر قبہ لگائے رکھا۔“

حضرت حسن ثنی کے نکاح میں حضرت امام

حسین کی بیٹی حضرت صفریٰ تھیں سا ۶۱ھ کے وقت یہ حضرت حسن ثنی کے نکاح میں آچکی تھیں اور اس وقت یہ مدینہ ہی میں رہ گئی تھیں۔ جب حضرت حسن ثنی کا وصال ہو گیا تو آپ نے ایک سال تک ان کی قبر پر قبہ لگائے رکھا وہاں صحابہ بھی موجود تھے کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ اگر منع ہوتا تو کوئی ایک صحابی تو اعتراض کرتا۔ باقی رہا یہ کہ محدثین نے اسے ”مَائِکْرَهُ مِنَ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُورِ“ کے باب میں نقل کیا ہے تو عرض یہ ہے کہ یہ محدثین کا اپنا اجتہاد ہے حدیث نہیں ہے اور امام حسین کی بیٹی کا اجتہاد ان تمام محدثین کے اجتہاد سے زیادہ معتبر ہے اس لیے ان کے کسی بھی قول یا فعل کو ان تمام محدثین کے قول یا فعل پر ترجیح ہوگی۔

”ضَرَبَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَلَى قَبْرِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ“ (۱۲)

”حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر پر خیمہ لگایا۔“

”ضَرَبَتْ عَائِشَةُ عَلَى قَبْرِ أَخِيهَا فَزَعَعَهُ ابْنُ عُمَرَ وَضَرَبَهُ مُحَمَّدٌ بْنُ الْحَنْفِيَّةِ عَلَى قَبْرِ ابْنِ عَبَّاسٍ“ (۱۳)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی کی قبر پر خیمہ لگایا ابن عمر نے اُتار دیا اور محمد بن حنفیہ نے ابن عباس کی قبر پر خیمہ لگایا۔“

حضرت عائشہ اجتہاد میں حضرت ابن عمر سے افضل ہیں اس لیے ان کے قول و فعل کو حضرت ابن عمر کے قول و فعل پر ترجیح ہے۔ اگر قبر پر قبہ بنانا مطلق منع ہے تو یہ حضرات کبھی ایسا نہ کرتے۔

”حَدَّثَنَا أَبُو قَلَابَةَ قَالَ أَقْبَلْتُ مِنَ الشَّامِ إِلَى الْبَصْرَةِ

- ۹: أخرجه البخاری فی الصحيح ۴۳۲/۱، رقم ۱۲۲۹ دار ابن کثیر بیروت. ومسلم فی الصحيح ۱۰/۱، رقم ۳ دار إحياء التراث العربی بیروت.
- ۱۰: أخرجه البخاری فی الصحيح ۴۵۷/۱، کتاب: الجنائز، باب: الجريد علی القبر دار ابن کثیر بیروت. وعینی فی عمدة القاری ۱۸۳/۸، باب: الجريد علی القبر دار إحياء التراث العربی بیروت.
- ۱۱: أخرجه البخاری فی الصحيح ۴۳۶/۱، کتاب: الجنائز، باب: ما يكره من اتخاذ المساجد علی القبور، رقم ۱۲۶۲ دار ابن کثیر بیروت. والتبریزی فی مشکوٰۃ المصابيح ۵۳۸/۱، رقم ۱۷۴۹ المکتب الإسلامی بیروت. وعینی فی عمدة القاری ۱۳۴/۸، باب: ما يكره من اتخاذ المساجد علی القبور دار إحياء التراث العربی بیروت.
- ۱۲: أخرجه عینی فی عمدة القاری ۱۳۴/۸ دار إحياء التراث العربی بیروت.
- ۱۳: أخرجه عینی فی عمدة القاری ۱۳۴/۸ دار إحياء التراث العربی بیروت.

فَنَزَلْتُ مِنْهَا فَنَطَقْتُ وَصَلَّيْتُ رُكْعَتَيْنِ بَلِيلٌ ثُمَّ وَضَعْتُ رَأْسِي عَلَى قَبْرِ فُكَيْمٍ ثُمَّ انْتَبَهْتُ فَإِذَا صَاحِبُ الْقَبْرِ يَشْتَكِينِي يَقُولُ قَدْ أَفَيْتَنِي مِنْهُ اللَّيْلَةَ۔“ (۱۳)

”ابو قلابہ سے روایت ہے کہ میں شام سے بھرہ آیا اور ایک جگہ ٹھہر گیا۔ رات کو میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا خواب میں قبر والے کو دیکھا کہ وہ شکایت کر رہا ہے کہ آج رات تم نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔“

”عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَن يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتَحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ۔“ (۱۵)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی انگارے پر بیٹھے اور اس کے کپڑے جل جائیں تو بھی اس سے بہتر ہے کہ کسی قبر پر بیٹھے۔“

”عن عَمَّارَةَ بِنْتِ حَزْمٍ قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا عَلَى قَبْرِ قَالَ أَنْزَلَ مِنَ الْقَبْرِ لَا تَفْذُ صَاحِبُ الْقَبْرِ وَلَا يُؤْذِيكَ۔“ (۱۶)

”حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا قبر سے اتر، قبر والے کو ایذا نہ دے اور نہ وہ تجھے ایذا دے۔“

اس حدیث سے پتا چلا کہ قبر پر بیٹھنے یا تکیہ لگا کر سونے سے قبر والے کو تکلیف ہوتی ہے اور حضور ﷺ نے صاحب قبر کو تکلیف پہنچانے سے منع فرمایا ہے۔ صحابہ اور اہل بیت کو زندگی میں مکہ کے

کافروں اور یدویوں نے ستایا اور اب تیرہ سو سال کے بعد نجدیوں نے انھیں قبروں میں تکلیف دی۔

”عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ بَنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ لَأَن أَطَأَ عَلَى جَمْرَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَطَأَ عَلَى قَبْرِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ۔“ (۱۷)

”حضرت سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ میرے نزدیک چنگاری پر کھڑا ہونا اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر کو روندوں۔“

ایک روایت میں یوں ہے:

”قال بن مسعود لأن أطمأ على جمر الغضا أحب إلي من أطمأ على قبر رجل مسلم۔“ (۱۸)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے درمیان ان کا فتویٰ چلتا تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک چنگاری پر کھڑا ہونا کسی مسلمان کی قبر کو روندنے سے زیادہ پسندیدہ ہے اور یہ نجدی جنھوں نے صحابہ کرام، ازواج مطہرات اور اہل بیت عظام کی قبروں پر بلند و زر چلائے۔ اگر حضور ﷺ نے مسلمانوں کی قبور کو گرانے کا حکم دیا تھا تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کام سے چنگاریوں پر کھڑا ہونے کو بہتر کیوں فرما رہے ہیں؟

حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جن قبروں کے انہدام کا حکم دیا تھا وہ مسلمانوں کی نہیں بلکہ مشرکین مکہ کی قبریں تھیں۔

۱۴: أخرجه ابن قيم في كتاب الروح ۸/۱ دار الكتب العلمية بيروت.

۱۵: أخرجه مسلم في الصحيح ۲/۲۶۴، باب: النهي عن الجلوس على القبر، رقم ۹۷۱/۱، باب: ماجاء في النهي عن المشي على السنن ۳/۲۱۷، باب: في كراهية القعود على القبر، رقم ۳۲۲۸، دار الفكر بيروت. وابن ماجه في السنن ۱/۳۹۹، باب: ماجاء في النهي عن المشي على القبور والجلوس عليها، رقم ۱۵۲۶، دار الفكر بيروت. وبيهقي في السنن ۴/۷۹، باب: النهي عن الجلوس على القبور، رقم ۷۰۰۶، مكتبة دار البازمكة المكرمة. وابن حبان في الصحيح ۴/۳۳۶، باب: ذكر الزجر عن قعود المرء على قبور المسلمين، رقم ۳۱۶۶، مؤسسة الرسالة بيروت. وحسام الدين الهندي في كنز العمال ۱۵/۲۷۴، باب: في زيارة القبور، رقم ۳۲۵۷، دار الكتب العلمية بيروت.

۱۶: أخرجه حاكم في المستدرک على الصحيحین ۳/۲۸۱، باب: ذكر عمارة بن حزم الأنصاري، رقم ۲۵۰۲، دار الكتب العلمية بيروت. ۱۷: أخرجه ابن أبي شيبه في المصنف ۳/۲۶، باب: من كره أن يطأ على القبر، رقم ۱۷۷۳، مكتبة الرشد رباح. وطبرانی في معجم الكبير ۹/۱۹۷، رقم ۳۲۱، رقم ۹۶۰۵، مكتبة الزهراء موصول.

۱۸: أخرجه عبد الرزاق في المصنف ۳/۵۱۱، رقم ۲۵۱۲، المكتبة الإسلامية بيروت.

فتنہ نجدیت کے بارے میں علامہ شامی کی رائے:

”كَمَا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي أَتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوا يَنْتَحِلُونَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لَكِنَّهُمْ اِعْتَقَدُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُونَ وَأَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكٌ وَاسْتَبَاحُوا بِذَلِكَ قَتْلَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ حَتَّى كَسَرَ اللَّهُ تَعَالَى شَوْكَهُمْ وَخَرَبَ بِلَادَهُمْ وَظَفَرَ بِهِمْ عَسَاكِرَ الْمُسْلِمِينَ عَامَ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ وَالْفِ“ (۱۹)

”جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے ماننے والوں کا واقعہ ہوا کہ یہ لوگ نجد سے نکلے اور مکہ و مدینہ شریف پر انہوں نے غلبہ حاصل کیا اپنے آپ کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ تھا کہ صرف ہم ہی مسلمان ہیں اور جو ہمارے عقیدے کے خلاف ہے وہ مشرک ہے اس لیے انہوں نے اہل السنۃ کا قتل جائز قرار دیا اور ان کے علماء کو قتل کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکی شوکت توڑ دی اور ان کے شہروں کو برباد کر دیا اور اسلامی لشکروں کو ان پر فتح دی یہ واقعہ ۱۲۳۳ھ کو ہوا۔“

شورش بھی چیخ اٹھا:

شورش کا شہیری احراری وہابی تھا ۱۹۶۹ء کو حرمین شریفین کی زیارت کو گیا اور جنت البقیع کی تاریاجی کو دیکھ کر اس کے صبر کا پیمانہ بھی چھلک گیا۔ واپسی پر اپنا سفرنامہ ”شب جائے کہ من بودم“ لکھا جس میں اس نے وہابیوں کی سفاہتوں کو خوب بیان کیا ہے اور انہدامِ قبور کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ اس کتاب کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں:

”ہر چند میں اس جستجو میں رہا کہ جدہ میں ارضِ قرآن کو تلاش کروں افسوس ناکام رہا۔“ (۲۰)

”اس کی سچ دھج انگور کے خوشوں سے نچڑی ہوئی تازہ شراب ہے اس کی عرب روایتیں دید و شنید سے نکل چکی ہیں۔“

”میں جدہ پبلز کی کھڑکیوں سے شاہ سعود کے محل کا نظارہ کرتا رہا اس کی بیرونی دیوار پر برجیاں ہیں اور برجیوں میں شام ہوتے ہی ہنڈے روشن ہو جاتے ہیں جیسے شواہز پر بالے جڑ دیئے ہوں یا کسی دلہن کے دوپٹے پر گولے کے پھول کھلے ہوں۔“ (۲۱)

”سعودی حکومت نے عہد رسالت مآب (ﷺ) کے آثار صحابہ کرام کے مظاہر اور اہلبیت کے شواہد اس طرح مٹا دیئے ہیں کہ جو چیزیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر محفوظ کرنے چاہیے تھیں وہ ڈھونڈ کر محو کر دی گئی ہیں۔ کہیں کوئی کتبہ یا نشان نہیں، لوگ بتاتے اور ہم مان لیتے ہیں حکومت کے نزدیک ان آثار و نقوش اور مظاہر و مقابر کا باقی رکھنا بدعت ہے، عقیدہ توحید کے منافی ہے، سنت رسول کے خلاف ہے، لیکن عصر حاضر کی ہر جدت جدہ ہی میں نہیں، پورے حجاز میں ہے بلکہ بڑھ پھیل رہی ہے کیا قرآن و سنت کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا؟ شاہ فیصل کی تصویریں ہوٹلوں میں لٹک رہی ہیں، انھیں حکومت نے خود مہیا کیا ہے ان پر پورٹ پر اترتے ہی شاہ فیصل کی تصویر نظر پڑتی ہے قہوہ خانوں اور ریسٹورانوں میں ان تصویروں کی بہتات ہے لیکن اس میں کوئی بدعت نہیں! بدعت اسلاف کی یادیں بنانے اور باقی رکھنے میں ہے؟..... لیکن اب امرائے حجاز، شیوخ عرب اور خاندانِ شامی سونے اور چاندی کے تار سے کچھے ہوئے ریشم میں تلتا اور قائم کے گدوں پر سوتا ہے۔“ (۲۲)

”اصلِ وقت زبان کی ہے کلام اللہ کا اردو ترجمہ بھی یہاں روک لیا جاتا ہے لیکن لبنان کے عربی جرائد و رسائل بالخصوص جن میں حوا کے بیٹوں اور زلیخا کی ہم نشینوں کا غرہ نمایاں ہوتا ہے۔ ہر قدغن سے آزاد ہیں وہ روزانہ آتے اور روزانہ جکتے ہیں حرمین شریفین کی آس پاس کی دوکانوں میں جکتے ہیں اور ان کی خریداری عورتوں میں بکثرت ہوتی ہے۔ ان پر ہنہ و نم ہر ہند رسالوں پر کوئی پابندی نہیں پابندی اس

۱۹: زبد المحتار علی الدر المختار ۲/۲۶۲ باب: کتاب البیغاة، دار الفکر للطباعة والنشر بیروت۔

۲۰: شب جائے کہ من بودم، صفحہ ۱۷۷ مکتبہ چٹان لاہور

۲۱: شب جائے کہ من بودم، صفحہ ۲۱ مکتبہ چٹان لاہور

۲۲: شب جائے کہ من بودم، صفحہ ۲۲ مکتبہ چٹان لاہور۔

لڑچکر پر ہے جس کے متعلق یقین کیا، شبہ ہو کہ اس میں مزاج شامی پر چوٹ کی گئی ہے۔ ع

نازک مزاج شاہاں تاب سخن نہ دارد۔“ (۲۳)

”کتاہیں ان کے سنس آفس میں کوڑا کرکٹ کی طرح پڑی رہتی ہیں۔ قرآن پاک کے ترجمے بھی ان میں گڈمڈ ہوتے ہیں کوئی تخصیص یا کوئی احترام نہیں۔“ (صفحہ ۲۹)

”مکہ میں عہد نبوی کی دو چیزیں رہ گئی ہیں کھجور اور زمزم باقی نانوائے فیصد یورپ کا مال ہے۔“ (۲۴)

”خلفائے راشدین کیا اپنے ساتھ حفاظتی دستے رکھتے تھے؟ وہ پیادوں پر اڑتے پھرتے تھے؟ کیا انھوں نے گرما اور سرما کے دارالحکومت بنائے تھے؟ کیا ان کے محل اور قصر تھے؟ کیا ان کے لیے سیارے تھے؟ وہ شاہانہ کدو فر سے حرم میں داخل ہوتے تھے؟ انھیں جلالتہ الملک کہا جاتا تھا؟ وہ فلک بوس عمارتیں کھڑی کرتے تھے؟ وہ سونے کے زیوروں اور ریشم کے کپڑوں میں تلتے تھے؟ وہ ٹیلی ویژن لگاتے تھے؟ کہ روئے کو معاہدہ عمر کوتاہ است! وہ ریڈیو کے آواز خوش پرمرتے تھے کہ انھیں فردوس گوش کی ضرورت تھی؟“ (۲۵)

”جب نئے دور کی سبھی چیزیں قبول کر لی ہیں تو ایک تاریخ اور اس کے خزینے ہی ایسے ہیں جنہیں محفوظ رکھنا بدعت ہے یا خلاف سنت، قرآن اس کی تائید نہیں کرتا یہ چیزیں ہر حالت میں محفوظ رہنی چاہئیں یہ سب اللہ کے آخری نبی کی نشانیاں ہیں تاریخ کے جواہر ریزے اور عقیدے کے شہ پارے ہیں انہی سے تاریخ کو تحقیق اور زائروں کو عشق کی راہیں ملتی ہیں۔“ (۲۶)

”سہیل کو اصرار تھا کہ یہ ”بے حرمتی“ یا ”بے توجہی“ شرک کی خرابیوں کا رد عمل ہے، لوگوں نے ان جگہوں کو معابد بنالیا اور معبود

حقیقی سے ہٹتے جا رہے تھے ان کے لیے بیت اللہ سے زیادہ بیعت رضوان کا درخت عزیز تھا کہ جس کے ہاں بچہ نہیں ہوتا وہ عورتیں اس سے پیٹ چھوا کر اولاد مانگتی تھیں۔“

میں نے سہیل سے کہا یہ کہانی صحیح بھی ہو تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے، کہ وہ چیزیں مٹا دی جائیں جو بہر حال تاریخ کی یادگار ہیں۔

آخر خانہ کعبہ اور مسجد نبوی بھی تو آثار ہیں؟ صفا و مروہ بھی تو شعائر اللہ ہیں، مزدلفہ کیوں جاتے ہیں؟ منی کیوں پہنچتے ہیں؟ عرفات کیا ہے؟ حمرۃ العقبۃ، حمرۃ الوسطی، حمرۃ الاولی کیا ہیں؟ آثار ہیں، جو رسمیں وہاں ادا کی جاتی ہیں وہ مظاہر ہیں۔“ (۲۷)

”سعودی حکومت نے شرک کو منہدم کیا لیکن ساتھ ہی عشق کو بھی مسمار کر دیا ہے۔ وہ شرک و عشق میں امتیاز نہیں کر سکی حالانکہ یہ چیزیں عقیدہ نہیں تاریخ ہیں جس قوم نے سب سے پہلے دنیا کو تاریخ دی اور جس کے مآخذ کلام الہی نے محفوظ کیے ہیں۔ وہ قوم آج اپنی تاریخ مٹانے پر تلی ہو تو یہ ایک المیہ ہے ان آثار کی تعظیم دین کا مسئلہ نہیں بلاشبہ توحید باری ان پرستشوں کی اجازت نہیں دیتی لیکن یہ مسئلہ تہذیب کا مسئلہ ہے!“ (۲۸)

”پوری دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی قبرستان بے بسی کی اس حالت میں نہ ہوگا..... میں نے کہا سہیل! عربوں کا مزاج ہی ان کے لیے سزا ہے کیا خدیجۃ الکبریٰ کی زندگی نہیں گزار رہی ہیں۔ حضور کو بعثت کے پہلے گیارہ سال ستایا گیا۔ اُم المؤمنین کو اب ستایا جا رہا ہے۔“ (۲۹)

”جو لوگ اس کا نام قرآن و سنت کے احکام رکھتے ہیں وہ خود کس منہ سے تاریخ شہی پہنتے، اونچے اونچے محل بناتے، محمد عربی کی دولت سمیٹتے اور اس کا نام خزانہ شامی رکھتے ہیں جس ذات اقدس کے

۲۳: شب جانے کہ من بودم، صفحہ ۲۸ مکتبہ چٹان لاہور۔

۲۴: شب جانے کہ من بودم، صفحہ ۲۴ مکتبہ چٹان لاہور۔

۲۵: شب جانے کہ من بودم، صفحہ ۲۵ مکتبہ چٹان لاہور۔

۲۶: شب جانے کہ من بودم، صفحہ ۲۶ مکتبہ چٹان لاہور۔

۲۷: شب جانے کہ من بودم، صفحہ ۲۹ مکتبہ چٹان لاہور۔

۲۸: شب جانے کہ من بودم، صفحہ ۷۰ مکتبہ چٹان لاہور۔

۲۹: شب جانے کہ من بودم، صفحہ ۷۲ مکتبہ چٹان لاہور۔

صدقہ میں عزتیں پائی ہیں ان کے آثار اقدس کی یہ بے حرمتی؟ یہ قرآن و سنت نہیں اہانت اور صریح اہانت ہے اللہ کی زمینیں اور ان کے دینے سب اس کی مخلوق کا مال ہیں۔ کسی فرد کو یہ حق نہیں کہ انسانوں کو گلہ بنالے خود چرواہا بن بیٹھے..... سعودی حکومت عشق اور شرک میں فرق نہیں کر سکی ہے۔“ (۳۰)

✽ ”وہ حجاج جس نے بیت اللہ پر پتھراؤ کیا اور جبل البونیس پر کھڑے ہو کر آگ کے گولے پھینکے تھے ایک ہنگی میں ختم ہو گیا اس کا نام اس لیے نہیں رہ گیا کہ اس میں کوئی خوبی تھی اس کا نام برائی کی یادگار ہے کہ اس نے پر اس خوبی کو قتل کیا جو رسالت مآب کی یادگاروں میں رہ گئی تھی۔“ (۳۱)

پتا چلا کہ مقبولان بارگاہ ایزدی کی یادگاروں کو مٹانا حجاج بن یوسف جیسے ظالم، فاسق کا طریقہ ہے۔
محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کہانی ہمفرے کی زبانی:

مسٹر ہمفرے ایک برطانوی جاسوس تھا جسے حکومت برطانیہ نے مسلمانوں کے اندر انتشار کا بیج بونے، اس سلسلے میں ایک نئے فرقے کا قیام عمل میں لانے، ترکوں کی حکومت کے خاتمے اور جزیرہ عرب میں نوآبادیاتی نظام کے قیام کے لیے افراد تیار کرنے کے مشن پر مقرر کیا تھا۔ مسٹر ہمفرے نے اپنی کوششوں کا آغاز کیا اور بالآخر وہ اس کام کیلئے محمد بن عبدالوہاب نجدی کو تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اپنے مشن میں کامیابی کے بعد اس نے اپنی یادداشتوں کو ایک ڈائری میں قلمبند کر دیا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران یہ ڈائری جرمنیوں کے ہاتھ لگ گئی تو انھوں نے اسے اپنے ایک رسالے ”اسٹیمگل“ میں قسط وار شائع کر کے برطانیہ کو خوب رسوا کیا۔ بعد میں ایک فرانسیسی رسالے

نے اسے شائع کیا اور اس کے بعد ایک لبنانی نے اس کا عربی زبان میں ترجمہ کر کے چھاپ دیا۔ اب یہ ڈائری اردو ترجمہ ”ہمفرے کے اعترافات“ کے نام سے چھپ رہی ہے۔ اس ڈائری کے چند اقتباسات پیش کیے جا رہے ہیں جس سے وہابی مذہب کی ابتداء، اسکے مقاصد، مزارات کو کیوں سمار کیا گیا؟ اور یہ کس کا ایجنڈا تھا؟ ان حقائق تک پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی۔

✽ ”۱۷۱۰ء میں انگلستان کی نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت نے مجھے مصر، عراق، ایران، حجاز اور عثمانی خلافت کے مرکز استنبول کی جاسوسی پر مقرر کیا۔ مجھے ان علاقوں میں وہ راہیں تلاش کرنی تھیں جن سے مسلمانوں کو درہم برہم کر کے مسلم ممالک میں سامراجی نظام رائج کیا جاسکے۔“ (۳۲)

✽ ”مسلمانوں کی ان کمزوریوں کی نشاندہی کرو جو ہمیں ان تک پہنچنے اور ان کے مختلف گروہوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے میں کامیابی فراہم کرے کیونکہ دشمن پر ہماری کامیابی کا راز ان مسائل کی شناخت پر منحصر ہے۔ ان کی کمزوریاں جان لینے کے بعد تمہارا دوسرا کام ان میں پھوٹ ڈالنا ہے۔“ (۳۳)

✽ ”اچانک صدر جلسہ نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا: ”تمہارا کام مسلمانوں کے درمیان اختلاف کی آگ بھڑکانا ہے نہ یہ کہ تم انھیں اتحاد اور یک جہتی کی دعوت دو۔“ (۳۴)

✽ ”تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس وقت عثمانی اور ایرانی حکومتیں کمزور ہو چکی ہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ تم لوگوں کو ان کے حکمرانوں کے خلاف بھڑکاؤ۔“ (۳۵)

✽ ”ان دنوں جب میں ترکھان کا کام کرتا تھا میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو وہاں آتا جاتا رہتا تھا اور ترکی، فارسی اور عربی

۳۰: شب جانے کہ من بودم، صفحہ ۷۴ مکتبہ چٹان لاہور۔

۳۱: شب جانے کہ من بودم، صفحہ ۹۰ مکتبہ چٹان لاہور۔

۳۲: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۱۳۔

۳۳: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۲۵۔

۳۴: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۳۰۔

۳۵: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۳۱۔

زبانوں میں گفتگو کرتا تھا۔ وہ دینی طالب علموں کا لباس پہنتا تھا۔ اس کا نام محمد بن عبدالوہاب تھا۔ وہ ایک اُونچا اُڑنے والا، ایک چاہ طلب اور نہایت غصیلا انسان تھا۔ اسے عثمانی حکومت سے سخت نفرت تھی اور وہ ہمیشہ ان کی برائی کرتا تھا۔“ (۳۶)

”اپنے افکار کی حمایت میں بزرگانِ اسلام کے اقوال و آراء کو بطور سند پیش کرتا تھا لیکن کبھی کبھی اس کی فکر مشاہیر علماء کے خلاف ہوتی تھی۔ وہ بات بات پر کہتا..... ہم پر واجب ہے کہ ہم صرف کتاب و سنت کی پیروی کریں۔ علماء، ائمہ اربعہ حتیٰ کہ صحابہ کی رائے خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہو ہمیں ان کی اتفاق و اختلاف پر اپنے دین کو استوار نہیں کرنا چاہیے۔“ (۳۷)

”محمد بن عبدالوہاب نے جواب دیا: اس لیے کہ حضرت عمر اور دیگر افراد کی طرح ان (حضرت علیؓ، عُمَرُ اللہ وَجَّہُہٗ) کی باتیں بھی میرے لیے حجت نہیں ہیں۔“ (۳۸)

”محمد بن عبدالوہاب سے میل جول اور ملاقاتوں کے ایک سلسلہ کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ برطانوی حکومت کے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے یہ شخص بہت مناسب دکھائی دیتا ہے۔ اس کی اُونچا اُڑنے کی خواہش، جاہ طلبی، غرور، علماء، مشائخِ اسلام سے اس کی دشمنی، اس حد تک خود سری کہ خلفاءِ راشدین بھی اس کی تنقید کا نشانہ بنیں اور حقیقت کے سراسر خلاف قرآن و حدیث سے استفادہ اس کی کمزوریاں تھیں جس سے بڑی آسانی سے فائدہ اُٹھایا جاسکتا تھا۔“ (۳۹)

”محمد بن عبدالوہاب ابو حنیفہ کی تحقیر کرتا تھا اور اسے ناقابلِ اعتبار سمجھتا تھا۔ محمد بن عبدالوہاب کہتا تھا: ”میں ابو حنیفہ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے زیادہ جانتا ہوں۔“ اس کا دعویٰ تھا کہ نصف صحیح بخاری بالکل لچر اور بیہودہ ہے۔“ (۴۰)

”میں (ہمفرے) چاہتا ہوں کہ اسلام میں جس انقلاب کو زور دیا ہوتا ہے وہ تمہارے (محمد بن عبدالوہاب نجدی) ہی مبارک ہاتھوں سے انجام پذیر ہو۔“ (۴۱)

”اس موضوع (متعہ) پر اس کے خیالات درست کر کے میں نے اس کے جنسی غریزہ کو ابھارنا شروع کیا۔ وہ ایک غیر متاثر شخص تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: ”کیا تم متعہ کے ذریعے اپنی زندگی کو پر مسرت بنانا چاہتے ہو؟“

محمد بن عبدالوہاب نے رضا و رغبت کی علامت سے اپنا سر جھکا لیا..... اس گفتگو کے فوراً بعد میں اس بدقماش نصرانی عورت کے پاس گیا جو انگلستان کے نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت کی طرف سے بصرہ میں عصمت فروشی پر مامور تھی اور مسلم نوجوانوں کو بے راہ روی پر ابھارتی تھی۔ میں نے اس سے تمام واقعات بیان کیے۔ جب وہ راضی ہو گئی تو میں نے اس کا عارضی نام ”صفیہ“ رکھا اور کہا کہ میں شیخ کو لے کر اس کے پاس آؤں گا۔ مقررہ دن میں شیخ محمد بن عبدالوہاب کو لے کر صفیہ کے گھر پہنچا۔ ہم دونوں کے سوا وہاں اور کوئی نہیں تھا۔ محمد بن عبدالوہاب نے ایک اشرفی مہر پر ایک ہفتہ کے لئے صفیہ سے عقد کیا۔ مختصر یہ کہ میں باہر اور صفیہ اندر سے محمد بن عبدالوہاب کو آئندہ کے پروگراموں کے لئے تیار کر رہے تھے۔ صفیہ نے احکامِ دین کی پامالی اور آزادی رائے کا پرکھ مڑ محمد بن عبدالوہاب کو چکھادیا تھا۔“ (۴۲)

”میں نے محمد بن عبدالوہاب کیساتھ شراب سے متعلق گفتگو کو صفیہ کے گوش گزار کیا اور اسے تاکید کی کہ موقع ملے ہی محمد بن عبدالوہاب کو نشہ میں چور کر دو اور جتنا ہو سکے شراب پلاؤ۔ دوسرے دن صفیہ نے مجھے اطلاع دی کہ اس نے شیخ کے ساتھ جی کھول کر شراب

۳۶: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۳۶

۳۷: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۳۸

۳۸: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۳۸

۳۹: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۴۱

۴۰: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۴۱

۴۱: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۴۲

۴۲: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۴۲

نوشی کی یہاں تک کہ وہ آپ سے باہر ہو گیا اور چیخنے چلانے لگا۔ رات کی آخری گھڑی میں کئی مرتبہ اس نے مقاربہ کی اور اب اس پر نقاہت کا عالم طاری ہے اور چہرے کی آب و تاب ختم ہو چکی ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ میں اور صفیہ پوری طرح محمد بن عبد الوہاب پر چھا چکے تھے۔“ (۳۳)

”میں محمد بن عبد الوہاب کے اس اعتراف سے بہت زیادہ خوش ہوا مگر احتیاطاً کچھ دیر میں نے اسے نماز پڑھنے کی تلقین بھی کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس سے نماز کی پابندی چھوٹ گئی۔ اب وہ کبھی نماز پڑھتا اور کبھی نہ پڑھتا۔ خاص طور سے صبح کی نماز غالباً اس نے ترک ہی کر دی تھی۔“ (۳۴)

”اس دن کے بعد سے میرا مقصد محمد بن عبد الوہاب کو رہبری اور پیشوائی کی فکر دینا ہو گیا۔ مجھے اس کے قلب و روح میں اتر کر شیعہ سنی فرقوں کے علاوہ اسلام میں ایک تیسرے فرقے کی سربراہی کی پیش کش کو اس کے لیے قابل عمل بنانا تھا۔“ (۳۵)

”اس کام میں صفیہ بھی میری مددگار تھی کیونکہ محمد بن عبد الوہاب اسے دیوانوں کی طرح چاہتا تھا اور ہر ہفتہ متعہ کی مدت کو بڑھاتا جاتا تھا۔ مختصر یہ کہ صفیہ نے محمد بن عبد الوہاب سے صبر و قرار اور اس کے تمام اختیارات چھین لیے تھے۔“ (۳۶)

”اس کے ساتھ ہی صفیہ بھی کچھ عرصے بعد اصفہان آئی اور اس نے مزید دو مہینے کے لیے شیخ سے متعہ کیا۔ شیراز کے سفر میں وہ اس کے ساتھ نہیں تھی بلکہ عبدالکریم نے اسے اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا۔ شیراز میں عبدالکریم نے شیخ کے لیے صفیہ سے بھی زیادہ خوبصورت لڑکی کا انتظام کیا تھا اور وہ شیراز کے ایک یہودی خاندان کی حسین و جمیل لڑکی تھی جس کا نام آسیہ تھا..... مختصر یہ کہ عبدالکریم، صفیہ، آسیہ اور راقم الحروف نے

مل کر اپنی رات دن کی کوششوں سے شیخ محمد بن عبد الوہاب کو نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت کی خواہشات کے عین مطابق ڈھالا اور آئندہ کی پلاننگ کو روبہ عمل لانے کی ذمہ داری اٹھانے پر آمادہ کیا۔“ (۳۷)

”محمد بن عبد الوہاب نے میرے اس من گھڑت خواب کو سنا تو خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ وہ بار بار مجھ سے پوچھتا تھا کیا تمہارے خواب سچے ہوتے ہیں؟ اور میں اسے مسلسل اطمینان دلاتا رہا۔ میں نے محسوس کیا کہ خواب کے تذکرے کے ساتھ ہی اس نے اپنے دل میں نئے مذہب کے اعلان کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔“ (۳۸)

”میرا یہ سفر صرف اس مقصد کیلئے تھا کہ میں محمد بن عبد الوہاب کو نئے دین کے اظہار کی دعوت پر آمادہ کروں۔“ (۳۹)

”ہماری دشواریوں میں ایک بڑی دشواری بزرگان دین کے مزاروں پر مسلمانوں کی حاضری ہے۔ ضروری ہے کہ مختلف دلائل سے یہ ثابت کیا جائے کہ قبروں کو اہمیت دینا اور ان کی آرائشات پر توجہ دینا بدعت اور خلاف شرع ہے اور ختمی مرتبت (ﷺ) کے زمانہ میں مردہ پرستی اور اس قسم کی باتیں رائج نہیں تھیں۔ آہستہ آہستہ ان قبروں کو مسما کر کے لوگوں کو ان کی زیارت سے روکا جائے۔“ (۴۰)

(نوٹ) ہمفرے نے یہ عبارت جس کتاب سے نقل کی ہے اس کتاب کا نام ہے ”اسلام کو کیونکر صفیہ ہستی سے مٹایا جائے۔“ اور یہ کتاب اسے نوآبادیاتی امور کے سیکرٹری نے مطالعہ کے لیے دی تھی تاکہ اسے آئندہ کے لائحہ عمل کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

”حکومت برطانیہ نے شیخ محمد بن عبد الوہاب کو اسلحے سے اچھی طرح لیس کرنے کے بعد ضرورت کے موقع پر اس کی مدد کی تائید کی تھی اور شیخ ہی کی مرضی کے مطابق جزیرۃ العرب میں واقع

۳۳: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۴۷۔

۳۴: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۴۹۔

۳۵: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۴۹۔

۳۶: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۵۰۔

۳۷: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۶۷۔

۳۸: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۵۲۔

۳۹: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۱۰۵۔

۴۰: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۹۲۔

نجد کے قریب علاقے کو اس کی حاکمیت کا پہلا مقام قرار دیا تھا۔“ (۵۱)

✽ سیکرٹری نے جواب دیا:

”نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت نے تمہارے وظائف کو بڑی وضاحت سے متعین کیا ہے اور وہ ان امور کا القاء ہے جسے شیخ کو تدریجاً انجام دینا ہے اور وہ یہ ہیں:

اس کے مذہب میں شمولیت اختیار نہ کرنیوالے مسلمانوں کی تکفیر اور ان کے مال، عزت اور آبرو کی بربادی کو روکا سمجھنا۔

پیغمبر اسلام (ﷺ)، ان کے جانشینوں اور کلی طور پر اسلام کی برگزیدہ شخصیتوں کی اہانت کا سہارا لے کر اور اسی طرح شرک و بت پرستی کے آداب و رسوم کو مٹانے کے بہانے مکہ، مدینہ اور دیگر شہروں میں جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کی زیارت گاہوں اور مقبروں کی تاراجی۔“ (۵۲)

✽ ”یہاں یہ بھی بتانا ضروری ہوگا کہ اس مقام پر شیخ کی دعوت کا سامان فراہم کرنے میں ہمیں دو سال کا عرصہ لگا۔ ۱۱۳۳ھ کے واسطے میں محمد بن عبد الوہاب نے جزیرۃ العرب میں اپنے نئے دین کے اعلان کا ارادہ کیا اور اپنے دوستوں کو اکٹھا کیا جو اس کے ہم خیال تھے اور اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کر چکے تھے..... آہستہ آہستہ ہم نے پیسہ کے زور سے شیخ کے اطراف اس کے افکار کی حمایت میں ایک بڑا مجمع اکٹھا کیا اور انہیں دشمنوں سے نبرد آزما ہونے کی تلقین کی۔“ (۵۳)

✽ ”محمد بن عبد الوہاب کی دعوت کے برسوں بعد جب چھ نکاتی پروگرام کامیابی کی پوری منزلیں طے کر چکا تو نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت نے ارادہ کیا کہ اب سیاسی اعتبار سے بھی جزیرۃ العرب میں کوئی کام ہونا چاہیے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنے عمال میں سے محمد بن سعود کو محمد بن عبد الوہاب کے ساتھ اشتراک عمل پر مامور کیا اور اس کام کے لیے محمد بن عبد الوہاب کے پاس خفیہ طور پر ایک نمائندہ بھی

بھیجا تا کہ وہ اس کے سامنے حکومت برطانیہ کے مقاصد کی توضیح کرے اور ”محمدین“ کے اشتراک عمل کی ضرورت پر زور دے اور تاکید کرے کہ دینی امور کے فیصلے کلی طور پر محمد بن عبد الوہاب کے ہاتھ میں ہوں گے اور سیاسی امور کی نگرانی محمد بن سعود کی ذمہ داری ہوگی۔“ (۵۴)

محمد بن عبد الوہاب نجدی حسین احمد کانگریسی دیوبندی کی نظر میں:

”صاحبو! محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتال کیا اور ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کو باعث رحمت و ثواب سمجھتا رہا اہل حرمین کو خصوصاً اور غیر اہل حرمین کو عموماً اس نے تکلیف شاکہ پہنچائی سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدید کی مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کے فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔“ (۵۵)

✽ ”اُن کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ معاذ اللہ۔ نقل کفر کفر نباشد۔ کہ ہمارے ہاتھ کی لاشی ذات سرور کائنات ﷺ صلوات اللہ علیہ وسلم سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔“ (۵۶)

ایک نجدی کا اپنے والدین کی قبروں کی مسامری پروا ویلا:

میں (عبدالرحیم صادق پوری) نے چاہا کہ اپنے خاندانی مقبرہ کو جہاں چودہ پشت سے ہمارے آباؤ اجداد دفن ہوتے چلے آئے

۵۱: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۱۰۶۔

۵۲: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷۔

۵۳: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۱۰۹۔

۵۴: ہمفرے کے اعترافات، صفحہ ۱۱۱۔

۵۵: الشہاب الثاقب، صفحہ ۲۲ کتب خانہ رحیمہ دیوبند۔

۵۶: الشہاب الثاقب، صفحہ ۲۷ کتب خانہ رحیمہ دیوبند۔

تھے، چاکر دیکھوں اور خصوصاً اپنے والدین ماجدین مغفرت اللہ لہما کے مزار کی زیارت کروں اور اس پر دعائے مغفرت اور فاتحہ پڑھوں۔ مگر ہر چند کہ کوشش کی، پتہ نہ چلا۔ بعد تجسس و تفحص بسیار و غور و فکر کے قرینہ سے معلوم ہوا کہ حضرت والدین ماجدین کی قبریں کھود کر اس پر بنائے عمارت میونسپلٹی بنادی گئی ہے..... اے حضرات ناظرین! اس وقت اس حرکت کا جو ہمارے اموات کے ساتھ کی گئی، جو صدمہ دل پر گذرا، وہ بیرون از حیطہ تحریر و تقریر ہے۔ اس وقت تک اس کی یاد سے بدن تک کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے جرم میں ہمارے اموات اور آباء و اجداد کی قبریں کیونکر کھودی گئیں اور وہ مقبرہ کیوں معرض ضبطی میں آیا۔ ہماری عادل گورنمنٹ نے کیوں یہ کام کیا۔ بہر کیف میں نے اُسی جگہ کھڑے ہو کر جہاں اُن کی قبر میرے خیال میں آئی۔ دعاء مغفرت کر لی، اور آج تک بھی ایسا ہی کر لیا کرتا ہوں۔“ (۵۷)

اسے مکافاتِ عمل کہتے ہیں جو لوگ دوسروں کی قبروں کو اکھاڑتے ہیں ایک نہ ایک دن ان کی قبریں بھی اکھاڑ دی جاتی ہیں تاکہ انھیں عبرت ہو۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی:

وہابی نے لکھا ہے کہ، ”ہم اپنے اسلاف کی قبروں کا تحفظ اور احترام کرتے ہیں۔“ وہابوں کے وہ کونے اسلاف ہیں کہ جن کی قبروں کا یہ وہابوں نے احترام کرتے ہیں؟ ملاحظہ کیجیے:

”امیر فیصل ۱۹۵۵ء میں ہندوستان پہنچے تو قیام کے دوران ڈاکٹر راجندر پرشاد، ڈاکٹر دھاشن اور پنڈت نہرو سے ملاقاتیں کیں اور راج گھاٹ پر مہاتما گاندھی کی سادہ پر پھول چڑھانے گئے۔“ (۵۸)

”سعودی عرب کے وزیر دفاع امیر فہد ابن سعود نے جو شاہ سعود کے ہمراہ امریکہ آئے۔ کل امریکہ کے پہلے صدر جارج واشنگٹن کی قیام گاہ کی سیر کی اور جارج واشنگٹن کی قبر پر پھول چڑھائے۔“ (۵۹)

”اور پھر ایک گمنام سپاہی کی قبر پر پھول چڑھائے۔“ (۶۰)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے وہابوں کے کرتوت؟ بڑے بنے پھرتے ہیں موحد جیسے ساری دنیا سے ”شرک“ کو مٹانے کا ٹھیکہ انھوں نے ہی لے لیا ہے۔

وہابی نے لکھا ہے کہ:

”پورے عالمِ اسلام کے دینی مدارس سعودی حکومت کی معتد بہ مالی امداد سے چل رہے ہیں۔“

دراصل یہی وہ بات ہے جس کی وجہ سے پاکستان کے وہابی انہدامِ قبور کو جائز ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور خود تسلیم بھی کر رہے ہیں کہ ہمارے مدارس نجدیوں کی امداد سے چل رہے ہیں۔

وہابی چونکہ قبریں بنانے کو خلافِ توحید سمجھتے ہیں اس لیے ان سے کہوں گا کہ تمہارے جب مرجائیں تو ان کی مڑھیاں بنایا کرو کیونکہ اگر تم نے اپنے کسی کی قبر بنائی تو حکمِ مصطفیٰ ﷺ اور سنتِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روشنی میں اسے زمین کے ہموار کر دینا لازم ہو جائے گا۔ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ۔

وہابی نے لکھا ہے کہ، ”فلسطین کے مسلمان نجدیوں کی امداد سے نہال ہیں۔“ سو فیصد جھوٹ ہے۔ نجدیوں نے حکومتِ برطانیہ کو خط لکھا تھا کہ وہ فلسطین جسے چاہے دے دے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس کا ثبوت یہ خط ہے جو عبدالعزیز بن عبدالرحمن آلِ فیصل آلِ سعود نے حکومتِ برطانیہ کو لکھا تھا۔ ملاحظہ کیجیے:

”اَنَا سُلْطَانُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ آلِ فَيْصَلِ آلِ سَعُودٍ أَقْرَأَ وَاعْتَرَفَ الْفَرْقَلَسِيرُ بِرَبْرَسِي كَوْكُسَ مَنُذُوبَ بَرِيطَانِيَا الْعُظْمَى لِأَمَانَةٍ عِنْدِي مَنِ اعْطَاءَ فَلَسْطِينَ السَّكِينِ الْيَهُودَ وَغَيْرَهُمْ كَمَا تَرَا بَرِيطَانِيَا الَّتِي لَا أَخْرِجُ عَنْ رَأْيِهَا حَتَّى تَصْبِحَ السَّاعَةُ۔“

”میں سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمن آلِ فیصل آلِ سعود

۵۷: علمائے ہند کا شاندار ماضی (مکمل چار حصے)، حصہ ۳، صفحہ ۲۵۲ جمعیت پبلیکیشنز لاہور اشاعت پنجم اپریل ۲۰۰۹ء از محمد میاں وہابی۔

۵۸: نوائے وقت لاہور ۱۱ مئی ۱۹۵۷ء بحوالہ شاہراہ اہلسنت، صفحہ ۴۲۳ اویسی بک سٹال گوجرانوالہ، از مولانا محمد صدیق فانی نور اللہ مرقدہ۔

۵۹: کوہستان ۲۱ فروری ۱۹۵۷ء بحوالہ شاہراہ اہلسنت، صفحہ ۴۲۳ اویسی بک سٹال گوجرانوالہ، از مولانا محمد صدیق فانی نور اللہ مرقدہ۔

۶۰: نوائے وقت ۲۱ فروری ۱۹۵۷ء بحوالہ شاہراہ اہلسنت، صفحہ ۴۲۳ اویسی بک سٹال گوجرانوالہ، از مولانا محمد صدیق فانی نور اللہ مرقدہ۔

سکتا۔“ (۶۱)

برطانیہ عظمیٰ کے مندوب سر بری کوکس کے لیے ایک ہزار مرتبہ اس بات کا اعتراف و اقرار کرتا ہوں کہ فلسطین کو یہودیوں کے حوالے کرنے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں یا برطانیہ اس فلسطین کو جسے چاہے دے دے میں برطانیہ کی رائے سے صبح قیامت تک اختلاف و انحراف نہیں کر سکتا۔“ (۶۱)

اس خط کا عکس بمع مہر کتاب منزل کی تلاش، صفحہ ۳۸ پر موجود ہے۔

وہابی جی! یہ وہی جہلم شہر ہے جہاں ۱۹ جنوری ۱۹۸۴ء کو شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد اشرف القادری اٹال اللہ حیۃ اور عبدالقادر روپڑی کے مابین میلاد شریف کے موضوع پر مناظرہ ہوا تھا جس میں وہابیوں کی جو رسوائی ہوئی تھی وہ اہل جہلم ابھی نہیں بھولے۔ اس مناظرہ میں وہابی مناظر کی حدیث دانی کا بھرم کھل کر سامنے آ گیا تھا اور گھبراہٹ کے عالم میں اس سے حدیث بھی صحیح نہیں پڑھی جارہی تھی اور جب علامہ مفتی محمد اشرف القادری اٹال اللہ حیۃ نے وہابیوں سے پوچھا کہ: ”آپ کا دعویٰ ہے کہ میلاد شریف ناجائز ہے ذرا یہ تو بتائیے کہ یہ عدم جواز کے کون سے درجے میں ہے، شرک ہے، کفر ہے، بدعت ہے، حرام ہے، یا مکروہ ہے؟“

اس پر عبدالقادر روپڑی اٹھا اور جوش کے عالم میں یوں کہنے لگا:

”مَنْ أَحَدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا۔“

”کس نے فرمایا جو میرے اس دین میں اضافہ کرے گا۔“

اور پھر جب فہور دہ کی بجائے فہور مردود پڑھا تو اس پر علامہ مفتی محمد اشرف القادری اٹال اللہ حیۃ نے خوب گرفت فرمائی اور حدیث ”مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعِدًّا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ“ پڑھی اور وہابیوں سے توبہ کے لیے کہا لیکن وہابی مناظر نے توبہ نہیں کی اور نہ ہی وہابیوں کو توبہ تا قیام قیامت نصیب ہوگی (ان شاء اللہ)۔ یہ بات مدنی نے بھی تسلیم کی تھی کہ ان کے مناظر نے حدیث غلط پڑھی ہے اور یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ جب نماز میں قاری قرآن غلطی کرتا ہے تو اسے لقمہ

دیا جاتا ہے آپ نے ہمیں لقمہ دیا ہم نے لے لیا اب بات ختم۔ تھوڑی دیر کے بعد عبدالقادر روپڑی نے یہی حدیث دوبارہ پڑھی اور آخر میں رَدِّ عَلَیْہِ پڑھا جس پر علامہ مفتی محمد اشرف القادری اٹال اللہ حیۃ نے دوبارہ ٹوکا کہ علیہ کے الفاظ حدیث میں نہیں ہیں۔ عوام کے ہاتھوں وہابیوں کی پھینٹی، وہابی کتے ہائے اور روپڑی روپڑا کے نعرے اگر وہابیوں کو یہ سب کچھ بھول گیا ہے اور ان کے پاس اس مناظرہ کی ریکارڈنگ نہیں ہے تو قبلہ شیخ الحدیث سے اس مناظرہ کی ریکارڈنگ حاصل کر کے اچھی طرح سن لیں۔ آج ستائیس برس کے بعد وہابیوں کو دوبارہ رسوائی اٹھانے کا جوشوق پیدا ہو گیا ہے ہو سکتا ہے اس مناظرہ کی ریکارڈنگ سننے کے بعد کم ہو جائے۔

آج ملک پاکستان انتہائی نازک حالات سے گزر رہا ہے، جگہ جگہ خودکش دھماکے ہو رہے ہیں، یہاں تک کہ مساجد، مزارات اور مسلمانوں کے مقدس مقامات بھی محفوظ نہیں ہیں لہذا صد مملکت پاکستان اور وزیراعظم پاکستان سے میری یہ اپیل ہے کہ ایسے تمام لوگوں کا محاسبہ کیا جائے جو آئے روز مزارات کو مٹانے کی باتیں کرتے رہتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو تادار بار، پاکستن شریف، رحمان بابا، عبداللہ شاہ غازی اور دوسرے مزارات پر آئے روز اپنی نام نہاد توحید کا مظاہرہ خودکش دھماکوں کی صورت میں کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ تمام ادارے جن کی گزر بسر مزارات سے اکٹھے ہونے والے نذرانوں پر ہوتی ہے، ان تمام اداروں میں سے مزارات کے خلاف واویلا کرنے والوں کو باہر نکالا جائے اور ان اداروں کی تطہیر کر کے بدنہ ہوں کی جگہ اہل سنت کو بھرتی کیا جائے۔ اور وہابیوں کے جن اداروں کی امداد مزارات کے نذرانوں سے کی جاتی ہے ان کی امداد بھی بند کی جائے اور اس امداد کو اہل سنت کے اداروں پر خرچ کیا جائے۔ یہ کیا منافقت ہے؟ بیٹھا بیٹھا ہپ ہپ، کڑوا کڑوا تھو تھو۔

۶۱: بحوالہ منزل کی تلاش، صفحہ ۳۸ | ادارہ تحقیقات اسلامیہ حقیقہ فیصل آباد از محمد نجم مصطفائی۔

تبصرہ کتب

نام کتاب..... انوارِ رضا..... افکارِ نورانی نمبر

برائے رابطہ..... اسلامک میڈیا سنٹر، دربار مارکیٹ، لاہور

0321.9429027, 0300.9429027

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”انوارِ رضا“ کے مدیر ملک محبوب الرسول قادری..... ایک علمی اور مذہبی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، اور علماء کرام اور پیرانِ عظام کی صحبت نے انہیں ایک سرگرم، فعال اور زبردست شخصیت کے پیکر میں ڈھال دیا ہے۔ وہ سلسلہ طریقت قادریہ سے منسلک ہیں اور قادریہ میں حضور سیدنا غوث الاعظم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے عشق و محبت کا اعجاز ہر لمحہ ظہور و فروغ میں نظر آتا ہے..... لیکن ابتلا کا مرحلہ یہ ہے کہ آج وہ بھی قادری کہلانے لگے ہیں جو ان سے بالکل نہ عقیدت رکھتے ہیں نہ تعلق، بلکہ ان کی ذات اور کارناموں پر منطقی انداز میں تنقید کرتے نظر آتے ہیں..... اور پھر بھی قادری؟..... بہر حال ایسے لوگوں نے ہر سلسلہ میں نقب لگا رکھی ہے..... تاہم جو قادری ہیں وہ تو قادری ہیں ان کے زبان و قلم سے ہر لحظہ حضور سیدنا غوث الاعظم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے نسبت چپکتی رہتی ہے..... یہی حال مولانا محبوب الرسول کا ہے..... لیکن ایک مدہر جریدہ ہونے اور وسیع تر مفاد اہل سنت کے پیش نظر تمام علماء اور سجادہ نشینانِ درویشان سے انہیں ایک تعلق خاطر ہے اور وہ ”انوارِ رضا“ کے مخصوص نمبر اور ”سوئے حجاز“ میں عمومی طور پر نہایت عرق ریزی اور باریک بینی سے اپنی نو تحریروں کو سامنے لا کر اس کا اظہار کرتے رہتے ہیں..... وہ کراچی سے پشتاور اور چونڈہ سے چاغی تک گھومے پھرے ہیں جہاں بھی کسی مذہبی و صوفیانہ تقریب اور ہر طریقت کا عرس ہو وہ حاضری دیتے اور ان کی خدمات سے بھرپور انداز میں دوسروں کو متعارف کراتے ہیں..... اور یہ کام بڑی محنت و مشقت اور خوبی سے سرانجام دیتے ہیں..... اس نوع میں ان کا یہ افکارِ نورانی نمبر ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی..... آبروے سلسلہ رضا، وقار مہر و وفا، عاشق رب جلیل و محبت صادق مصطفیٰ علیہ الخیۃ والثناء، عرب و عجم کی تہذیبوں سے شناسا، بلکہ حرم مدینہ شریف کی فضاؤں میں پرورش و تربیت یافتہ..... خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی کے خلف الرشید اور عالمی مبلغ اسلام..... کی خدمات و افکار پر ”انوارِ رضا“ کا موقر جریدہ مرتب کیا اور دنیاۓ اسلام کے روبرو پیش کر دیا.....

مولانا نورانی کو اس فقیر نے بھی سنا ہے ان کی تقریر و تلاوت اور سلام پڑھنے کا مخصوص و منفرد انداز تھا، اور..... دل و دماغ میں اتر جاتا تھا.....

”افکارِ نورانی نمبر“..... حمد و نعت، اپنی بات، حکایت خاص، پیغامات و تاثرات چند اہم اور منتخب مضامین، مولانا نورانی کے تاریخی انٹرویو۔ انگریزی جرائد کے منتخب انٹرویو، اور قائد اہل سنت نمبر پر تاثراتی مضامین..... یہ مشمولات ہیں۔

مکاتیب میں، شاہ انس نورانی، شاہ اویس نورانی، مفتی جمیل احمد نعیمی، چیف ایڈیٹر پاکستان، مجیب الرحمن شامی کے اسما ہیں..... استفادہ بارگاہ پناہ سیدنا غوث اعظم دِیْنِکَرِ قُدّسِ سِرِّہُ الْخَیْرِ..... سے پتہ چلتا ہے کہ محبوب الرسول شعر بھی خوبصورت کہتے ہیں، پیغامات و تاثرات ہیں..... ابوالخیر محمد زبیر، حمید گل، نسیم آہیر، ممتاز طاہر، ڈاکٹر عبدالخالق جیسی معروف شخصیات ہیں۔

مضمون نگاروں میں خود ملک محبوب الرسول، مولانا عبدالرحمن نورانی، اور ایک خصوصی مضمون شامل ہے جو ادارہ کی جانب سے ہے۔ ملک محبوب نے مولانا کے

دینی مدارس و کالج کے طلبہ کو انتہائی آسان طریقے سے صرف و نحو کا اجراء کرانے اور قرآن و سنت کی روشنی میں نماز حنفی کی تفہیم کی غرض سے مرکزی الجامعۃ الاشرفیہ محلہ علی مسجد مرکزی گجرات میں حسب سال گزشتہ

40 روزہ

روزہ صبر و تحمل حنفی

اختتام

جمعرات 25 رمضان
1432ھ
25 اگست
2011ء

آغاز

سوموار 17 شعبان
1432ھ
18 جولائی
2011ء

دورانیہ تعلیم روزانہ صبح 8 بجے تا 1 بجے، بعد از ظہر اجراء و ہوم ورک

مکرمین

اور جامعہ کے
لائق اساتذہ

مفتی اعظم پاکستان، شیخ انشیر والحدیث
خواجہ پیر
مفتی محمد اشرف علی القادری
بانی و مہتمم اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ

امام القرف والحو، حضرتہ العلام، ابوالاسد
مولانا ہاشم علی نوری
بصیر پور (اوکاڑہ)

۱ دینی مدارس کے طلباء، جو ”میزان الصرف“ یا ”علم الصرف“ اور ”نحو میر“ یا ”علم النحو“ کے مساوی قابلیت رکھتے ہوں۔

۲ سکول و کالج کے طلباء، درسی طلباء کو مشکل نحوی تراکیب کے علاوہ سورۃ بقرہ کے صیغہ حل کرائے جائیں گے۔

معیار داخلہ

باہر سے آنے والے طلبہ کیلئے جامعہ میں قیام و طعام کا انتظام فری ہوگا۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں

شعبہ نشر و اشاعت الجامعۃ الاشرفیہ محلہ علی مسجد گجرات

منجانب

فون نمبر: 053.3525149/3515921.0321.6209101/0333.8403147/0344.7745377